REGD. L. No. 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

THE NOOR QADIAN

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: شیخ محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے

〃 ششماہی 〃 ۱ روپیہ ۱۲ آنے

〃 سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے

〃 سالانہ امراء 〃 ۵ روپے

〃 ممالک غیر سے آٹھ شلنگ

جلد ۲۶ — اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۳۷ء مطابق ۵ ذوالحجہ ۱۳۵۵ ہجری — نمبر ۱۲

ایک فرشتہ خصلت انسان

گذشتہ سال ٹھیک یہی موسم قریباً گیارہ بجے ایک بارعب شریف طبع فرشتہ خصلت بزرگ دفتر نور میں تشریف لائے۔ فرمانے لگے ایڈیٹر نور آپ ہی ہیں۔ محمد یوسف آپکا ہی نام ہے۔ میں نے کہا۔ آپ تشریف رکھئے۔ میں ہی ایڈیٹر نور ہوں۔ اور میرا ہی نام محمد یوسف ہے۔ فرمایا میں اتفاق سے لدھانہ آیا تھا۔ اور صرف آپکے ملنے کیلئے ہی قادیان آیا ہوں۔ میں نے کہا۔ زہے قسمت (معلوم ہوا کہ آپ یو۔پی کے رہنے والے ہیں) میں نے انکے کھانے کا انتظام کرنا چاہا مگر آپ نے بزور رد کا اور فرمایا کہ میں رات امرتسر ایک ہوٹل میں تھا۔ اور صبح ناشتہ کرکے آیا ہوں بٹالہ سے میں نے واپسی ٹانگہ کیا ہے۔ میں صرف آدھ گھنٹہ ٹھہرونگا۔ میں نے عرض کیا پھر چائے فرمایا چائے کی بھی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا جس صورت میں اسکے ساتھ دل کی چاہ بھی شامل ہو کیا پھر بھی مجھے مایوس ہی رکھا جائیگا۔ اِسپر آپ مسکرا پڑے۔ جب میں دفتر سے ملحقہ کمرہ میں انہیں چائے نوشی کیلئے لے گیا تو آپ فرمانے لگے۔ کہ میں آپکے تبلیغی کاموں سے بہت حد تک واقف ہوں۔ اور امر واقعہ تو یہ ہے۔ کہ ہم نے مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر اسلام کا نام بدنام کیا ہے۔ اور آپ نے غیر مذاہب سے آکر اسلام کے نام کو روشن کیا جسپر ہمیں بجا طور پر رشک کرنا چاہئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یہ آں مکرم کا حُسن ظن ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ ہاں اسلام کا مجھ پر احسان ہے جسکی بدولت میں نے نئی زندگی پائی۔ گفتگو سے یہ معلوم ہوا۔ کہ آپ یورپ اور ممالک اسلامیہ کی سیاحت فرما چکے ہیں۔ علاوہ انگریزی کے عربی فارسی کی علمیت بھی کافی۔ جب آپ رخصت ہونے لگے۔ تو آپ نے ڈیڑھ سو روپیہ کے نوٹ میرے سامنے رکھکر فرمایا۔ کہ یہ آپ کی نذر۔ میں نے کہا شکریہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ سفر میں ہیں۔ آپکو خود ضرورت ہو گی۔ آپ نے فرمایا تبھی تو ڈیڑھ سو روپیہ دے رہا ہوں۔ ورنہ دل تو زیادہ چاہتا تھا۔ ایسے فرشتہ خصلت انسان کیلئے اگر بیساختہ میرے دل سے دعائیں نکلیں تو یہ ایک قدرتی بات ہے۔ دوستوں کو بھی چاہئے کہ وہ بھی ایسے وسیع القلب اور نیک وجود کیلئے درد دل سے دعا فرمادیں۔ اِس وقت اسلام پر جو سیاہ گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ ایسے لوگوں کا وجود افق پر امید کی سفید دھاریاں ہیں۔ جو اس بات کا پتہ دیتی ہیں۔ کہ عنقریب یہ سیاہ بادل پھٹ جائینگے اس روپیہ سے قرآن مجید کے گورمکھی ہندی ترجمہ کی چند کاپیاں بجائے دو روپیہ کے فی کاپی ایک روپیہ چار آنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت (پوتر جیون) کی چند کاپیاں بجائے ایک روپیہ فی کاپی چھ آنہ بر علاوہ محصول ڈاک دیجائینگی۔ مگر یہ رعایت صرف خواہشمند سکھوں اور ہندوؤں کیلئے ہی ہے جنکی درخواستیں پہلے آئینگی انہیں ترجیح رہیگی۔ اس روپے کے خرچ کا اس سے بہترین محل اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اس سے دور افتادہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور قرآن کریم کی مقدس تعلیم سے آگاہ کیا جا سکے۔

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ خان مولوی فاضل پرنٹر چھپا اور محمد یوسف ایڈیٹر و پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الیکشن کا روشن و تاریک پہلو

پچھلے دنوں جو الیکشن کی گھما گھمی یا افراتفری رہی۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ یہ پرانی ضرب المثل ہے۔ کہ **"بنئے کی کمائی مکان یا بیاہ نے کھائی"**۔ مگر اب یہ مثل بدل جائے گی۔ اور اس کی بجائے یہ ہو گا۔ کہ **"سرمایہ دار کی کمائی الیکشن نے کھائی"** الیکشن میں کھڑے ہونے والے کا مقابلہ میں آ کر پندرہ بیس ہزار روپے کا خرچ ہو جانا ایک معمولی بات تھی۔ اور اگر یہ الیکشن کا طریق پچیس سال تک جاری رہا۔ تو یقیناً امیر اور غریب ایک ہی سطح پر آ جائیں گے۔ الیکشن کی بدولت کچھ عرصہ تک غریبوں کو پیٹ بھر کر کھانا ملا۔ اور بعض میرے اخبار نویس بھائیوں کی بھی بن آئی کئی اخبار تو محض پروپیگنڈے کے لئے ہی جاری ہوئے۔ وقت گزرنے کے بعد اب ان کا وجود کم نظر آ رہا ہے اس الیکشن پروپیگنڈا میں کسی نہ کسی رنگ میں کام کرنے والوں نے اپنی قسمتوں پر ناز کیا۔ گویا دوسرے الفاظ میں امیروں کی دولت غریبوں میں تقسیم ہوئی۔ وہ اکڑ خان جو کسی غریب سے سیدھے منہ بات کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ انہیں غریبوں کی جھونپڑیوں پر جانا پڑا۔ کون کہتا ہے۔ کہ الیکشن کے یہ روشن پہلو نہیں ہیں۔ مگر اس کے کچھ مذموم پہلو بھی ہیں۔ انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ **"عشق اور جنگ میں سب چالیں جائز ہیں"** یہ نظارہ الیکشن میں سب لوگوں نے اپنی آنکھوں دیکھا۔ اور اس سے بھی بدتر اس کا ایک پہلو یہ ہے۔ کہ ایک امیدوار دوسرے امیدوار پر ایسے خطرناک الزام لگاتا۔ سمجھو کہ تمام دنیا کے عیوب اسی میں جمع ہو گئے ہیں۔ اگر کسی نے ناکردہ گناہ مجرموں کو دیکھنا ہو۔ تو وہ ایک امیدوار کی عینک سے دوسرے امیدوار کو دیکھ لے۔ اس کی بجائے یہ بہتر ہوتا کہ اس کا روشن پہلو پبلک کے سامنے رکھا جاتا۔ وہ اس طرح کہ ہر ایک امیدوار کی خوبیاں بیان کی جاتیں۔ اور بتلایا جاتا کہ اس امیدوار نے آج تک پبلک کی کیا خدمت کی ہے چونکہ اس وقت پبلک کا معیار بدل چکا ہے۔ کوئی اپنی ثروت روپیہ کے ذریعہ پبلک کے دل میں جگہ نہیں لے سکتا۔ پبلک اسی پر قربان ہونے کیلئے تیار ہے۔ جسے اس کی خدمت کیلئے دریغ نہ ہو مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو بیشک الیکشن کی لڑائی روپیہ اور تدبیر کی لڑائی ہے۔ مگر خدا کی **مخلوق کی خدمت یا پبلک سیوا** کا پہلو بہر حالت میں وزنی رہے گا۔ ایک سرمایہ دار ہو سکتا ہے۔ کہ عارضی طور پر کچھ کامیابی حاصل کر لے مگر دائمی کامیابی کا سہرہ پبلک خادم کے سر پر ہی ہو گا۔ میں نے دیکھا کہ اس الیکشن میں بعض حالات میں ہاتھی اور چیونٹی کی جنگ کا نظارہ رہا ہے۔ اور ایک کمزور مگر پبلک خادم کا پہلو طاقتور سے کامیاب نظر آیا۔ اور اگر کوئی سرمایہ دار ہونے کے علاوہ پبلک خادم بھی ہے۔ تو پھر اس کی خوش قسمتی کے کیا کہنے۔ یقیناً ایسے خوش قسمت کی مثال قابل رشک ہے۔

پروپیگنڈا کے دنوں میں میں بہت بیمار تھا۔ اور اس بیماری کا سلسلہ قریباً پندرہ روز تک رہا ۲۷ جنوری کو صبح سے ہی میرے ووٹ کیلئے میرا دروازہ بے تحاشا زور زور سے کھٹکنا شروع ہو گیا اور میرے گھر میں میرے کہلانے والے بھائیوں یا دوستوں کا تانتا بندھ گیا۔ میں بحالت بیماری چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ رضائی کے اوپر کمبل اوڑھا ہوا تھا۔ بوجہ بیماری میں قریباً تیرہ چودہ روز باہر نہیں نکل سکا تھا۔ اس لئے مجھے خلاف توقع اپنے بھائیوں کو دیکھ کر غیر معمولی خوشی ہوتی تھی۔ کہ چلو اسی حیلہ سے ہی بھائیوں سے ملاقات کا فخر حاصل ہو گیا۔ باقی رہا یہ سوال کہ کسی دوست نے میری بیمار پرسی بھی کی۔ میں اس کا نیک پہلو لیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میرے بھائیوں کو میری بیماری کا تصور بھی ناگوار گزرتا ہو لہذا اس صورت میں بیمار پرسی کا سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔

۲۸ تاریخ کو بھی میری طبیعت ناساز تھی۔ میں صبح اپنے منشی کو کام کے متعلق ہدایتیں دینے کے لئے چند منٹوں کے واسطے دفتر میں آیا۔ ہدایتوں سے میں فارغ ہوا ہی تھا۔ کہ غیر احمدیوں کے دو کٹر مولوی آ گئے۔ گو بوجہ بیماری میرے لئے بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔ مگر میں نے ان نوواردوں کا دل توڑنا بھی پسند نہ کیا۔ دیر تک ان سے باتیں ہوتی رہیں۔ اثنائے گفتگو انہوں نے کہا کہ اگر آپ جیسا تبلیغی کام کرنیوالا آدمی ہم مسلمانوں میں ہوتا تو ہمارے فخر اور خوش قسمتی کی کوئی حد نہ رہتی۔ میں نے کہا کہ مولانا صاحبان اگر ہم کم از کم مشترکہ کاموں میں ایک ہو جانا سیکھ لیں تو ہماری مشکلات کا آج ہی حل ہو سکتا ہے۔ ذرا غیروں کو تو دیکھئے۔ آریہ بت پرستی کے دشمن اور سناتنی بت پرست۔ برہمو خدا پرست مگر دیو سماجی خدا کے منکر بدھ خدا اور ویدوں کے منکر اور سناتنی و آریہ وغیرہ قائل۔ مگر باوجود اس اختلافِ عظیم کے پھر وہ مشترکہ اغراض یا مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہیں۔ برخلاف اس کے ہم مسلمانوں کا **کعبہ ایک۔ رسول ایک۔ کتاب ایک۔ کلمہ ایک**۔ باوجود اس اشتراکِ عظیم کے ہم جھاڑو کے تنکوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ پھر ہم ہندوؤں کے مقابلہ میں نیچا نہ دیکھیں تو اور کیا؟ اگر ہم اس دوڑ میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ ہم کم از کم مشترکہ اغراض میں ایک ہو جانا سیکھیں ورنہ بغیر اس کے ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ عوام کی ذہنیتیں بہت بگڑی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا کہ مولانا صاحبان معاف کیجئے۔ یہ ذہنیتیں بھی تو آپ صاحبان کی ہی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ؎

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ تست

ان میں سے ایک مولوی صاحب گورمکھی بھی جانتے تھے۔ وہ میرا قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پہلے پڑھ چکے تھے۔ جاتی دفعہ وہ گورمکھی سیرت بھی لیتے گئے۔ میں نے ان مولوی صاحبان سے کہا کہ اگر مشترکہ اغراض کیلئے میری خدمات کی ضرورت ہو تو مجھے کوئی دریغ نہیں۔ اور میں اپنے ہی کرایہ پر آؤں گا۔ اور اپنے ہی کرایہ پر جاؤں گا آپ لوگوں پر ایک کوڑی کا بھی بوجھ نہیں ہو گا۔ مگر ایک شرط پر وہ یہ کہ ہمارا فرض ہو گا۔ کہ جب ہم کوئی مشترکہ کام کریں تو ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کریں۔ ویسے آپ کے خیالات آپ کو مبارک اور میرے مجھے۔ قریباً دو گھنٹے مولوی صاحبان سے گفتگو جاری رہی۔ بیماری میں لگاتار دو گھنٹے کی گفتگو سے مجھے بہت نقاہت ہو گئی۔ مولوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبان کو رخصت کر کے ابھی میں نے گھر میں قدم ہی رکھا تھا اور لیٹنے کیلئے چارپائی کی طرف جا ہی رہا تھا کہ پھر زور سے دفتر کا دروازہ کھٹکا اور میں زبان حال سے یہ کہتا ہوا کہ ع

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

دفتر میں داخل ہوا۔ دفتر میں نواب محمد عبد اللہ خان صاحب اور ان کے ساتھ ایک معزز سکھ سردار کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور میری کوفت۔ توانائی اور راحت سے بدل گئی۔ نواب صاحب نے سکھ سردار صاحب سے بہ این الفاظ میرا تعارف کرایا۔ کہ "جناب سردار صاحب کرم سر سردار سندر سنگھ صاحب کے بڑے بھائی ہیں۔ ان کی شخصیت معلوم کر کے مجھے اور بھی خوشی ہوئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ سردار صاحب موصوف سے گفتگو ہوتی رہی۔ سردار صاحب موصوف کا مذاق بہت ستھرا صوفیانہ رنگ غالب گفتگو سلجھی ہوئی۔ اور سردار صاحب کی فارسی قابلیت قابل تعریف۔ ہماری گفتگو ادبی اور صوفیانہ رنگ کی رہی اور صوفیانہ اور ادبی گفتگو میں جو مجھے سرور آیا اس کا اندازہ کچھ میرا ہی دل لگا سکتا ہے۔ اس کے لئے میں سردار صاحب موصوف کا مشکور ہونے کے علاوہ نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کا بھی شکر گذار ہوں۔ جن کے ذریعہ مجھے سردار صاحب کے درشن ہوئے۔ بحیثیت سلسلہ احمدیہ کے ایک ادنےٰ خادم ہونے کے روانگی کے وقت میں نے سردار صاحب موصوف کی خدمت میں قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کے روحانی تحائف پیش کئے جنہیں سردار صاحب موصوف نے نہایت شکریہ سے لیا۔ اس ملاقات کے بعد میں اپنی طبیعت میں ایک گونہ تازگی محسوس کرتا تھا مگر پھر بھی میرے لئے آرام کرنا ضروری تھا۔

۲۹ ر صبح کو گو مجھے بوجہ بیماری کے کافی نقاہت تھی۔ مگر الحمد اللہ ویسے میں تندرست تھا۔ اس روز میں نے غسل صحت کیا۔ گو میرے گھر کے قریب ہی الیکشن کا اکھاڑہ اور گہما گہمی تھی۔ مگر بوجہ کمزوری کے میں اس سے مستفیض نہیں ہو سکتا تھا۔ ساڑھے چار بجے کے قریب میں غسل صحت کے بعد دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک نوجوان میرے پاس آیا کہ سردار سر سندر سنگھ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس کی غیر معمولی خوشی ہوئی۔ کیونکہ میں خود بھی ان سے ملاقات کا بہت خواہشمند تھا۔ رکا ہوا تھا۔ تو دو باتوں سے ایک اپنی نقاہت کی وجہ سے اور دوم اس وجہ سے کہ آپ الیکشن میں غیر معمولی مصروف ہوں گے۔ مگر اس یاد آوری کے خوش کن پیغام نے مجھے مسرور کیا اور میں نے نوجوان سے کہہ دیا۔ کہ سردار صاحب تکلیف نہ فرمائیں میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔ آج سے قریباً بیس سال پہلے مجھے جناب سردار صاحب موصوف سے خط و کتابت کا فخر تو حاصل رہا تھا۔ مگر اپنی شومئے قسمت سے میں آج تک ان کے درشنوں سے محروم تھا۔ حالانکہ میں دیر سے اس کا خواہشمند تھا۔ سردار صاحب سے ملاقات کر کے مجھے غیر معمولی خوشی ہوئی۔ باوجود سرفراز ہونے کے جس **نمرتا۔ حلیمی۔ محبت** اور **اخلاق** سے صاحب موصوف پیش آئے۔ اس کی نیک یاد بہت دیر تک میرے دل میں تازہ رہیگی سچ ہے ؎

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

میں سکھ قوم کو مبارکباد دیتا ہوں جس میں سردار صاحب موصوف جیسے مدبر اور اخلاق کریمانہ رکھنے والے بزرگ موجود ہیں۔ جو قوم اپنے اندر ایسے با اخلاق اور صاحب فراست وجود رکھتی ہو۔ اس قوم کی خوش قسمتی میں شبہ ہی کیا۔

شذرات

ہندو عورتیں اور وراثت

ہندو عورتوں کو وراثت نہیں پہنچتی بلکہ تلسی داس جی نے اپنی مشہور کتاب رامائن میں جو ہندو عورتوں کا نقشہ کھینچا ہے وہ یہ ہے ؎

ڈھول گنوار شودر پشو ناری   یہ سب تاڑن کے ہتکاری

میں اس شعر کی تشریح میں بھی نہیں جانا چاہتا۔ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو میکے اور سسرال ہر دو جگہوں سے وراثت کا حق دار قرار دیا ہے۔ حال ہی میں ہندوؤں نے عورتوں کی وراثت کے متعلق ایک بل پیش کیا ہے۔ ۲۵ ر جنوری کا پرتاب لکھتا ہے کہ "گورنمنٹ اس بل کی حمایت کیلئے تیار ہے بشرطیکہ اس بل کا اطلاق لڑکیوں پر نہ ہو بلکہ صرف بدھواؤں (بیوگان) پر ہی" اگر یہ بل پاس ہو جائے۔ تو یقیناً ہر ایک ہی خواہ مخلوق کو خوشی ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہندو دھرم میں بیچاری عورت کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے۔ اور پھر مسلمانوں کو تو خصوصیت سے خوشی ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہمارے ہمسایہ ہندو ایک ایک کر کے اسلامی اصولوں کو اختیار کر رہے ہیں اگر قال سے نہیں تو کم از کم حال سے تو اسلام کی صداقت کا اعتراف کر ہی رہے ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جب اللہ تعالیٰ انہیں قال کی بھی توفیق دے دے۔

ہندوستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد ۶۴,۹۶,۷۶۳ تھی جن میں ہندوستانی بھی ۵۹,۹۰,۲۳۴ تھے۔ عیسائیت کی تبلیغ کیلئے ہندوستان بھر میں اس وقت ۷۷۳ مشن کام کر رہے ہیں مبلغین کی تعداد ۶۲۱۳ ہے جن میں ۱۲۳۳ مرد۔ ۱۵۰۴ شادی شدہ عورتیں اور ۳۴۷۶ غیر شادی شدہ عورتیں ہیں۔ ہندوستان کی تیس مختلف زبانوں میں بائیبل کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ مذکورہ بالا ۷۷۳ مشنوں میں اس وقت ماہوار خرچ ۴۰,۳۰,۰۰۰ روپیہ ہے اس کے علاوہ ۵۵ کالج، ۲۱۸ ہائی سکول ۶۵ زراعتی سکول امداد باہمی کی شاخیں۔ ۹۶ مختلف کارخانے ۳۶ دستکاریوں کے سکول ۱۲ مشنریوں کے سکول۔ اٹل سکول ۲۱۱ ٹریننگ سکول ۷۰۔ پادریوں کے سکول ۹۵ دیہاتی۔ ۵۴ مسیحوں کے سکول و ہسپتال ۶۵۔ سوشل درسگاہیں ۲۷ ڈسپنسریاں ۲۳۶ مشنریوں کے ریسٹ ہاؤس ۸۴ کوڑھی خانے ۱۱۴۔ رسائل اخبارات وغیرہ ۱۳۰ بیوہ خانہ ۹۷ بہروں گونگوں کے لئے سکول ۱۶ یتیم خانے ۱۱۲۔ تپدق کے ہسپتال ۱۱۔ وغیرہ انسٹی ٹیوشن ہیں:۔

مسلمانوں کو سوچنا چاہئے۔ کہ عیسائی مشنری ہندوستان میں کیا کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر عیسائی تبلیغی نقطۂ خیال سے کامیاب ہو رہے ہیں۔ تو اس میں کچھ تعجب نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ زمانہ کام کرنے کا ہے باتیں بنانے کا نہیں۔ ایک وقت تھا جب باتیں بھی کچھ کام دے سکتی تھیں۔ مگر اب زمانہ بہت آگے نکل گیا ہے۔ اگر مسلمان ترقی کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی اس میدان میں تیز گامی سے کام لینا پڑیگا ورنہ سوائے اس کے کہ ہم حسرت کے ساتھ یہ شعر پڑھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کیا ہو سکتا ہے۔ ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا × ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

سکھ لیڈر کو مہاتما گاندھی کی جھاڑ

۲۵ اکتوبر کا "پرتاب" لکھتا ہے۔ کہ "مہاتما گاندھی نے سردار جے سنگھ کو جنہوں نے حال ہی میں سکھ مذہب اختیار کیا ہے۔ اور جو ٹراونکور کے سکھوں کے لیڈر ہیں۔ ایک چھٹی بھیجی ہے جس میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ "سکھ دہرم ہندو تمدن کا ایک حصہ ہے۔ تو پھر عقیدہ اور نام تبدیل کرنے کا کیا مطلب؟ اور اگر سکھ دہرم ہندو تمدن کا حصہ نہیں اور ہندو دھرم سے پیدا نہیں ہوا۔ تو آپ کوئی اچھا کام سر انجام دینگے بغیر محض ہر یجنوں میں کشمکش پیدا کر رہے ہیں۔ میں غیر ہندوؤں کے مندروں میں داخل ہونے کے متعلق آپ کی دلیل کو نہیں سمجھ سکا۔" منطقی نقطۂ خیال سے جناب گاندھی جی حق بجانب ہیں۔ اگر سکھ دہرم ہندو دہرم کا جزو نہیں تو پھر ہندو مندروں میں داخلے کا سوال ہی پیدا نہ ہونا چاہیئے اور اگر وہ ہندو دہرم کا جزو ہے۔ تو پھر نام اور عقیدہ تبدیل کرنے کے معنے ہی کیا؟

سکھوں کیلئے مشکلات

اس وقت "نہ روئے ماندن نہ پائے رفتن" کی مثال بیچارے سکھوں پر عاید ہوتی ہے۔ اگر سکھ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ہندو نہیں تو ہندو ان سے متنفر ہوتے ہیں۔ اور اچھوت اقوام وغیرہ میں تبلیغ کیلئے مشکلات بڑھتے ہیں۔ اور اگر سکھ یہ کہیں کہ ہم ہندو ہیں۔ تو یقیناً وہ اپنے امتیاز یا ہستی کو کھو بیٹھیں گے۔ اور سکھوں کا فائدہ اپنی ہستی کو قائم رکھنے میں ہی ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر مجھے سکھوں سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ گو مگو کی پالیسی زیادہ دیر تک نہ چل سکے گی۔ انہیں دونوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنا ہی پڑیگا۔ باقی رہا یہ سوال کہ سکھوں کیلئے کونسا راستہ مفید ہو سکتا ہے۔ اسے کسی اور کی نسبت سکھوں کو خود بہتر سمجھنا چاہیئے۔

دو زندہ بکروں کو کھا گیا

۱۸ جنوری کا "پرتاب" لکھتا ہے۔ کہ "مسٹر انیف حق سیکنڈ پولیس مجسٹریٹ علی پور نے درلیو دھن داس کو دو سو روپیہ جرمانہ یا چھ ہفتہ کی قید محض کی سزا دی۔ اس کے خلاف الزام یہ تھا کہ اس نے غیر ضروری ظالمانہ طریق سے دو بکریوں کو مار دیا تھا۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ملزم ہزارہ روڈ پر ایک قطعہ اراضی میں ۱۳ جنوری کو پبلک کو اپنے کرتب دکھلا رہا تھا کہ وہ دو زندہ بکریوں کو بلا ڈکار ہضم کر گیا۔ ملزم نے عدالت میں اقبال جرم کر لیا" ایسی بے رحمی کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ یہ بلا نوش کس مذہب کا پیراؤ ہے۔ مگر درلیو دھن داس بہر حال ہندوانہ نام ہے اور ہندوؤں کا یہ زبانی دعوٰے ہے۔ کہ "آہنسا پرمو دھرما" اس ذہنیت کی موجودگی میں یہ بیرحمی موجب تعجب!

ہندوؤں کے بزرگ جلانے کی بجائے دفنانے کو پسند کرتے ہیں!

۱۹ اکتوبر کا "پرتاب" لکھتا ہے۔ کہ "ارادھے یوا جو کوچہ میناں (واقعہ موچی دروازہ میں) شری کرشن مندر میں رہتے تھے۔ ایک سو آٹھ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ گیتا کے بھاری عالم تھے۔ آپ پورن بال جتی تھے۔ اور ہمیشہ ہی یاد خدا میں مصروف رہتے تھے ان کی لاش کو ان کی وصیت کے مطابق بڑا بھاری گڑھا کر کے دفنایا گیا۔" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے بڑے بڑے مہاتما بزرگ جلانے کی بجائے دفنانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ دراصل اسلامی اصول نہایت ہی حکمت پر مبنی ہیں۔ اور دنیا ایک ایک کر کے اسے اختیار کر رہی ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ کہ جب لوگوں کو زبانی بھی صداقت اسلام کا اعتراف کرنا پڑیگا۔

کڑھا پرشاد کو ہاتھ لگانے پر اچھوت سکھوں کو بیدردی سے پیٹا گیا

۱۹ جنوری کا "پرتاب" لکھتا ہے۔ کہ گوردوارہ ست کرتاریاں بٹالہ کا قبضہ باقاعدہ طور پر ہائی کورٹ نے مقامی سنگھ سبھا کو دے دیا ہے۔ گوردوارہ مذکور میں گورو گرنتھ صاحب کا پرکاش کیا گیا۔ گیانی شیر سنگھ نے تقریر کی بٹالہ میں کچھ آبادی ایسے سکھوں کی ہے۔ جو جوتیاں بناتے ہیں۔ یہ لوگ سکھ دہرم پر اسی طرح عامل ہیں جس طرح کے دوسرے کٹر سکھ اور ہر کام میں آگے آگے رہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سکھ کڑھا پرشاد (حلوا) کی پرات اٹھا کر لا رہا تھا وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے اس نے کہا کہ کوئی پرات کو اس کے سر سے اتار دے۔ اس پر ان کہلانے والے اچھوت سکھوں میں سے ایک نے پرات اتروا دی۔ دیوان ختم ہونے کے بعد جب یہ لوگ واپس جا رہے تھے۔ تو ایک شخص نے یہ کہتے ہوئے۔ کہ تم نے کڑھا پرشاد کو ہاتھ لگا کر خراب کر دیا ہے کہہ کر پیٹا اس کے دو تین ساتھیوں کو بھی مارا۔ اب عدالت میں ان لوگوں کی طرف سے استغاثہ دائر کر دیا گیا ہے" یہ حالت کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ سوائے اسلام کے آپ کو اور کہیں بھی حقیقی مساوات نظر نہیں آئے گی۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم "اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم" ہے۔ یعنی وہی معزز جو نیکی میں زیادہ ہے۔ کہلانے والے اچھوتوں کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ وہ اسلام کے سایۂ رحمت میں آجائیں۔ جس جگہ سب بھائی بھائی ہیں۔

طلاق اور ہندو دہرم

۱۱ جنوری کا "پرتاب" لکھتا ہے کہ "گذشتہ دنوں سرینگر میں ایک کشمیری پنڈت گریجویٹ نوجوان نے اپنی بیوی کی آنکھ پھوڑ ڈالی جس سے یہاں کے کشمیری پنڈتوں میں سوشل اصلاح کا مسئلہ پھر زندہ ہو گیا۔ ایک پارٹی نے آواز اٹھائی کہ ہندوؤں میں طلاق رائج ہو جانی چاہیئے۔ تاکہ اس طرح عورتوں پر ظلم نہ ہو سکے"

حقیقتاً طلاق کا مسئلہ ایک قدرتی ضرورت پر مبنی ہے میاں اور بیوی میں ناچاقی ہے۔ نبھاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ دونوں کی زندگیاں تلخ۔ بتلائیے اس صورت میں سوائے طلاق کے چارہ ہی کیا۔ بجائے اس کے کہ دونوں اپنی زندگی مصیبت اور دکھ میں گذاریں جس کے مذموم نتائج کسی توضیح کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محتاج نہیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ وہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔

معجزے کا اعتراف

آریہ لوگ خصوصاً معجزہ (چمتکار) کا نہایت شدّ و مد سے انکار کیا کرتے ہیں۔ مگر "پرتاب" لاہور جس کے مالک ایک راسخ العقیدہ آریہ ہیں۔ یہ اخبار اپنے ۹ جنوری کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ بمبئی کے ایک کانگرسی کارکن مسٹر گوکل جاتی بھٹ کے احاطہ میں ایک درخت لگا ہوا ہے اس میں سے کچھ عرصہ سے شعلے نکل رہے ہیں۔ یہاں یہ ذکر کر دیا جائے۔ کہ یہ مسٹر بھٹ ہی تھے جن کے دماغ میں پہلے پہل فیض پور تک کانگرس کی مشعل کو پہنچانے کا خیال اٹھا تھا۔ اور جنہوں نے سب سے پہلے اس مشعل کو وہاں پہنچایا تھا۔ رپورٹ مظہر ہے۔ کہ اس علاقے کے رہنے والوں کا خیال ہے۔ کہ یہ واقعہ خدائی ہے۔ اور وہ اسے کانگرس مشعل کی تازہ روانگی کی دائمی علامت خیال کرتے ہیں"۔ ایک وقت تھا جب آریہ سماج معجزہ کے وجود سے ہی قطعاً انکار کرتا تھا۔ شکر ہے۔ کہ اب اصولی طور پر اسے تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں جب اسے شق القمر کا بھی اعتراف کرنا پڑے گا۔

ایک کتاب کا ایک نسخہ ایک لاکھ پونڈ پر

عرب کے کرنل لارنس کا نام آج کسی تعارف کا محتاج نہیں کرنیل موصوف نے اپنی سوانح عمری خود لکھی تھی۔ اور مطبع کو ہدایت کر دی تھی۔ کہ کتاب مذکور کے صرف دس نسخے چھاپے جائیں۔ اور ہر نسخہ کی قیمت ایک لاکھ پونڈ رکھی جائے۔ گویا دس جلدوں کی قیمت دس لاکھ پونڈ ہوئی جس کا کچھ تھوڑا حصہ مصنّف کو بطور حق تصنیف کے دیا جائے گا چنانچہ کتاب مذکور کا پہلا نسخہ امریکہ میں ایک لاکھ پونڈ پر فروخت ہوا ہے دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۰ء سے پہلے شائع نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اس سے پہلے کتاب مذکو کو چھاپنے کی کوشش کرے گا۔ تو اس کے خلاف لائبل کیس ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ چلایا جائیگا "یہ یورپ کو ہی شرف ہے جہاں کتاب کا ایک نسخہ ایک لاکھ پونڈ پر فروخت ہو سکتا ہے۔ یہ بات فرق یورپ کے متمول ہونے پر ہی دلالت نہیں کرتی بلکہ علمی قدردانی کا بھی ثبوت دیتی ہے۔

پیغام کشفی

اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے جناب سید کشفی شاہ صاحب کو جو ترقی اسلام کیلئے اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے ہیں اور آئے روز اسلام کی بہبودی اور فلاح کیلئے کوئی نہ کوئی کتاب شائع فرما کر مفت تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ایک چوتالیس ۴۴ صفحات کا ٹریکٹ "پیغام کشفی" کے نام شائع کیا ہے جس میں اتحاد اسلامی کے موضوع پر نہایت ہی دردمندانہ تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ آج اسلام کی بہتری اسی میں ہے۔ کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کیا جا سکے۔ یہ رسالہ مفت ملتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ یہ مفید رسالہ اسی شخص کو مفت دیا جائیگا جو یہ تحریری وعدہ کریگا۔ کہ اس کو پڑھ کر چالیس مسلمانوں کو سنائیگا۔ اور ان میں سے بھی ہر ایک سے تحریری وعدہ لے لیگا۔ تا کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔ ملنے کا پتہ سیرت آفس مکان نمبر ۳۵۷ اسپارکس اسٹریٹ رنگون۔

ڈاکٹر امبیدکار نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا

آج سے چند ماہ پہلے سکھ اخبارات نے غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ کہ ڈاکٹر امبیدکار نے سکھ مذہب قبول کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے۔ مگر ولایت سے واپسی پر ان کے اس اعلان نے کہ "میں نے ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا کہ کس مذہب میں جاؤں گا"۔ نے سکھ حلقہ میں ایک خاص تشویش پیدا کر دی کیونکہ اس سے قبل سکھ پریس نے جلد بازی سے کام لے کر ڈاکٹر موصوف کو گورو نانک دیو کے روحانی فرزند کہنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس اعلان نے ان کی امیدوں کو دھندلا بنا دیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف صاحب علم اور جہاندیدہ شخص ہیں۔ وہ مذہب کے معاملہ میں جو بھی قدم اٹھائیں گے۔ نہایت سمجھ سوچ کر اور جب بھی وہ اس معاملہ پر خالی الذہن ہو کر غور کریں گے۔ تو یقیناً ان کا ضمیر اس طرف رہنمائی کریگا کہ سوائے اسلام کے دنیا میں اور کوئی بھی ایسا مذہب نہیں ہے جو بنی نوع انسان کو حقیقی معنوں میں مساوات دے سکے۔

وہ اور ہم

یہ دنیا دار العمل ہے۔ خدا کسی کا رشتہ دار نہیں جو بھی کام کریگا۔ اس کو اس کا پھل ملیگا۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو۔ عیسائی اور ہندو تبلیغی میدان میں جس دوڑ دھوپ سے کام لے رہے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ ذرا حسب ذیل امور سے لگا سکتے ہیں۔

عیسائیوں کی صرف ایک سوسائٹی جس کا نام برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی ہے۔ ۶۹۲ زبانوں میں انجیل کا ترجمہ کر چکی ہے۔ اس نے بائبل کے اڑتالیس کروڑ پندرہ لاکھ نوے ہزار چھ سو تینتیس نسخے شائع کئے ہیں۔ سوسائٹی کا خرچ پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ ایک ہزار سے زیادہ شاخیں اور معاون جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ اور ایک ہزار سے زیادہ گماشتے اور ایجنٹ شہروں اور دیہاتوں میں پھر رہے ہیں

اب آئیے ہندوؤں کی تبلیغ کی طرف جس کے دھرم میں تبلیغ سرے سے ناجائز قرار دی گئی ہے۔ اچھوتوں کا مسئلہ اٹھنے پر لاتعداد ہندو منتظم جماعتیں تبلیغی کام میں مصروف ہو گئی ہیں ان میں سے صرف ایک جماعت کا کام سنئیے۔ اس کا نام ہریجن سیوک سنگھ ہے۔ کئی لاکھ روپیہ تو اس کے سرمایہ محفوظ میں ہے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ اچھوتوں کو تبدیل مذہب سے روکنے کیلئے یہ جماعت صرف کر رہی ہے۔ ضلع وار دو سو بائیس شاخیں ہیں۔ اور انتیس صوبجاتی ادارے ہیں۔ اس سوسائٹی نے چھیالیس کنوئیں کھودوائے۔ اور اٹھتر مندروں میں داخلہ کی اجازت حاصل کی۔ اور اب اس کا پروگرام یہ ہے۔ کہ سال رواں میں تمام ہندو ریاستوں میں ٹراونکور کی طرح اچھوتوں کیلئے مندر کھلوا دئے جائیں۔ اور دس لاکھ روپیہ سالانہ کے خرچ سے کام کیا جائے۔

اب مسلم تبلیغی سوسائٹیوں کو ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیئے۔ کہ وہ اس کے مقابلہ میں کیا کام کر رہی ہیں اور اس سست رفتاری یا جمود کی حالت میں کیا وہ یہ امید رکھ سکتی ہیں۔ کہ وہ اس جد و جہد کے زمانہ میں زندہ رہ سکیں گی؟۔ اس کے لئے انہیں خود سوچنا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام بہترین مذہب ہے، اس کی تعلیم افضل اور طریق اعلیٰ۔ مگر دنیا تبھی فائدہ اٹھائے جب ہم اپنی بہترین چیز کو بہترین رنگ میں پیش کریں۔ ناریل کا تیل اور خالص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھی شباہت میں بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔ جب منڈی میں خالص گھی نہیں ہوگا۔ تو یقیناً ناقص گھی یا ناریل کا تیل اس کی جگہ لے لیگا۔ اور پھر کوئی یہ شکایت کرے کہ اس کا خالص گھی فروخت نہیں ہوتا۔ تو یہ اس کی حماقت ہوگی۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے خالص گھی کو منڈی میں لائے

ریویوز!

کلید صحت مُفت حفظ صحت پر جناب ایچ نجم النساء بیگم صاحبہ مالک کارخانہ ہمدرد نسوان شاہدرہ لاہور نے ایک چوتالیس صفحہ کا رسالہ جس کی لکھائی چھپوائی اعلےٰ شائع کیا ہے۔ جو اپنے مضمون کے لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔ ورزش تازہ ہوا غسل۔ بالوں کو صاف کرنا۔ غذا۔ نیند لباس۔ روشنی۔ صفائی۔ ازدواجی تعلقات حمل۔ بچوں کی پرورش۔ خاندانی مجرّبات پر کافی بحث کی گئی ہے۔ صرف ایک آنہ محصول ڈاک کے لئے بھیج کر مفت طلب کیجئے۔ پتہ اوپر درج ہے۔

بلاغ یہ ایک ماہواری رسالہ ہے۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ حجم تقریباً ساٹھ صفحات لکھائی چھپائی و کاغذ اعلےٰ۔ سالانہ چندہ تین روپے۔ ملنے کا پتہ دفتر بلاغ امرتسر اس رسالہ میں قرآن مجید کی فضیلت پر قابلِ قدر مضامین درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر تبلیغی مضامین پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے محققین کو اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

اسلام یہ ایک ہفتہ وار تبلیغی اخبار ہے جس میں جس کا ایک اشو ہندی میں بھی شائع ہوتا ہے قاضی عابد علی صاحب اس اخبار کے ایڈیٹر ہیں جنہیں تبلیغی مضامین لکھنے کا خاصہ ملکہ ہے۔ تبلیغی نقطۂ خیال سے یہ پرچہ بلاشبہ ایک اہم ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ اگر ہم تبلیغی لائن میں کامیاب ہوجائیں۔ تو ہماری سب مشکلات حل ہوسکتی ہیں۔ تبلیغ سے ہمدردی رکھنے والوں کو اس پرچہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ سالانہ چندہ صرف تین روپے۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اسلام حسین گنج ۸۸/۱۶۷ کانپور

گائے کا گوشت!

بمبئی کرانکل کے کانگریس نمبر مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۶ء میں مسٹر ایم کے ندیمارنی۔ بی لے۔ ایل ایل بی دھرم ادھکاری ریاست بڑودہ کا مضمون "قدیم ہند میں گائے کی پرستش" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ قدیم ہند میں ہی گائے کی پرستش رائج نہ تھی۔ بلکہ پارسیوں اور دوسری قوموں میں بھی اس کے فوائد نے گائے کو پاکیزگی کا درجہ دے رکھا تھا۔

اس لئے جملہ اقوام کو گائے کی عظمت کرکے ہند کی ترقی کا سامان کرنا چاہیئے۔ اور ہندو مسلم بھی اس جھگڑے کو ترک کر دیں اس مضمون کا وہی حصہ ہم ترجمہ کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جس کا تعلق ہمارے عنوان سے ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ پہلے گائے کی ہندوستان میں کیا حیثیت تھی۔ اور کس طرح یہ دیوتا بنی وہ لکھتے ہیں۔ کہ ہزاروں برس ہوئے ہندوستان کے آریہ دنیا کی دوسری قوموں کی طرح گوشت خوار تھے۔

اور یہ بات ویدوں اور سوتروں کے مطالعہ سے ہویدا ہے منو اگرچہ سوتر میں ہندوستانی تمدن کی ایک بہت قدیم حالت کا ذکر ہے۔ سوتر کے پہلے ہی حصہ میں برہمچاریوں کے لئے قواعد مرتب کئے گئے ہیں۔ جن میں یہ بھی ہے۔ کہ برہمچاری گوشت یا شراب استعمال نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اُن دنوں میں یعنی ایک ہزار برس قبل مسیح گوشت خواری بہر نوع ممنوع نہ تھی۔ بلکہ خاص خاص حالتوں میں (جیسے برہم چاری کیلئے) منع تھی مدھوپرکہ (مہمان کی تواضع) کی رسم میں گاؤ کشی ایک ضروری چیز ہے مصنف نے کتابی حوالے دئے ہیں۔ کہ مہمان کی تواضع بلا گوشت نہ ہو۔

طبابت کی ایک پرانی کتاب نگھانتو کا مشہور مصنف مدن پال لکھتا ہے۔ کہ آٹا غلّہ سے دودھ آٹے سے گوشت دودھ سے اور گھی گوشت سے آٹھ گنا زیادہ فائدہ رسان ہے۔ ان قدیم ایام میں گائے بیل کا گوشت کسی طرح مستثنےٰ نہ تھا۔ جیسے یجنا ولکیہ کی سمرتی کے اس اشلوک سے ظاہر ہے۔ کہ ایک شریف آدمی ایک عالم مہمان کو ایک بڑا بیل یا بڑی بکری بھینٹ دے۔ اس کے بعد یجنا ولکیہ لکھتا ہے۔ اگر کوئی دیوتاؤں یا مہمانوں کے احترام میں گوشت کھائے تو اس پر کوئی دوش نہیں ہے بصورت دیگر وہ اتنے ہی سالوں کیلئے جتنے حیوان کی کھال پر بال ہیں نرک میں جاتا ہے۔ اور یہ کہ ایک برہمن جو گھرباری ہو۔ اگر گوشت چھوڑ دے تو بمنزلہ جوگی یا سنیاسی کے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یجنا ولکیہ کے زمانہ میں آریوں نے روزانہ گوشت خوری کی عادت ترک کر دی تھی۔ البتہ وہ اسے صرف دیوتاؤں کی پرستش اور مہمانوں کی تواضع کے موقع پر کھا لیا کرتے تھے منو کا زمانہ یجنا ولکیہ سے کہیں بعد کا ہے جب کہ آریوں میں گوشت خوری سے بہت پرہیز جاری ہوگیا تھا۔ اور وہ سبزی کھانے کو نیکی سمجھنے لگے تھے۔

اس موقعہ پر بھوبھوتی شاعر کے مشہور ناٹک اُتر رام چرتر کے چوتھے باب کے شروع کے نظارہ کا حوالہ دلچسپ ہے۔ اس میں وجو کی وندا یانہ اور سودھاتکی میں رشی وشسٹ کے بالمیک کی جھونپڑی میں آنے کے وقت کی گفتگو درج ہے جب وندا یانہ نے اسے خبر کی کہ وشسٹ مہاراج آگئے ہیں۔ تو سودھاتکی کہتا ہے مجھے خیال ہوا تھا۔ کہ وہ کوئی شیر یا بھیڑیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے آتے ہی غریب بھوری بچھیا کو ایک دم ہڑپ کر لیا۔

وندا ائنہ۔ مدھوپرکہ (مہمان کی تواضع) گوشت کیساتھ ہونی چاہیئے۔ ویدوں میں یونہی لکھا ہے۔ میزبان اسی وجہ سے ایک جوان گائے یا بیل یا بکری ایک معزز عالم مہمان کو بھینٹ دیتے ہیں مقدس کتابوں کے لکھنے والوں نے اسے پسند کیا ہے۔

سودھاتکی۔ ارے تم پکڑے گئے جب بزرگ رشی وشسٹ آئے تو بچھیا کی ہتیا کر دی گئی۔ لیکن جب راجہ جنک آئے تو اسے دانا بالمیک نے مدھوپرکا میں دودھ اور شہد ہی دیا تھا اور جوان گائے یوں ہی چھوڑ دی گئی تھی۔

دنداائنہ۔ پرشو دنے ان مہمانوں کی صورت میں جنہوں نے ماس کھانا نہیں چھوڑا اسی طریقہ کو مناسب سمجھا ہے لیکن اس بڑے راجہ جنک نے تو ماس ہی چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ اس وقت سے جبکہ انہوں نے اپنی بیٹی سیتا کا دردناک حشر (ان کے شوہر کا ان کو جنگل میں چھڑا دینا) سنا ہے سنیاسی ہو گئے ہیں۔ اور ان کا اسی طرح چندر دیپ کے جنگل میں تپسیا میں چند سال گزارنے کا ارادہ ہے۔

اس نظارہ سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ اعلیٰ طبقہ بہت کچھ سبزی کھانے کیطرف بڑھتا جا رہا تھا۔ بالمیک اور وشسٹ کے زمانہ میں عوام زیادہ تر گوشت ہی کھاتے تھے لیکن گوشت ترک کرنا اور سبزی کھانا نیکی سمجھا جانے لگا تھا۔ بعد کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سنسکرت کی کتابوں میں بیل کیلئے "اگھنیہ" اور گائے کیلئے "اگھنایہ" لفظ مستعمل ہونے لگا تھا جس کے معنی "قتل کرنے کیلئے غیر مناسب" ہیں یعنی لوگوں کے دلوں میں دونوں کی عزت جاگزین ہو گئی تھی۔

جب آریہ ہندوستان کے شمال اور مشرق میں مختلف مقامات پر بس گئے تو کھیتی کیاری میں مصروف ہو گئے۔ اس وجہ سے ان کو گائے بیل کی قدر ہوئی چنانچہ کسی آدمی کی دولت گائے کی گنتی سے پہچانی جاتی تھی۔ مقدس کتابوں میں یوں کے حوالہ میں ان کا رائج الوقت سکہ ہونا پایا جاتا ہے جب کسی قسم کی قیمت یا نذر یا تاوان کا ذکر آتا ہے۔ تو اس کا گایوں کی تعداد کے ذریعہ ہی جتایا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ زمانہ حال کے روپیوں یا اشرفیوں کی طرح ذریعہ تبادلہ تھی۔ مثلاً جب برہمن بھینٹ چڑھاتے وقت گایوں کا جوڑا لے اور پروہت کو اپنی بیٹی بیاہ دے۔ وہ چودہ پرکھوں اور چھ آنے والی نسلوں کو پوتر کرتا ہے۔ یہ شادی کی رسم "اوشہ" کہلاتی ہے ایسی ہی نظیر پرسکرہ گرہیہ سوتر میں ملتی ہے۔ کہ دولہا اور دلہن کے باپ کو سو گائیں دے۔ اسیطرح رُودراکلپاڈومہ میں حکم ہے۔ کہ برہمن کو مہار ودرا اور لگھورودرہ پوجاؤں کے کرانے کی دکھشنہ میں گائیں دیجائیں۔ آج کل ہم دکھشنہ میں کچھ دام دیدیتے ہیں۔ لیکن ان قدیم ایام میں دکھشنہ میں گائے سکہ کا کام دیتی تھی۔ گائے دودھ اور بیل دیتی بیل زراعت اور بارکشی اور کشاورزی کے لئے بڑے کار آمد تھے۔ اور آریوں کی طرز زندگی کیلئے یہ دونوں بڑی مفید چیزیں تھیں۔ اس طرح گائے سکّہ کے طور پر رائج ہو گئی یجنا دلکیہ کفارہ کے باب میں لکھتا ہے۔ کہ جب کوئی کسی قسم کا پاپ کرے تو وہ عالم برہمنوں کی مجلس میں کفارہ ادا کرے اور مجلس کے ہر فرد کو گایوں کا ایک ایک جوڑہ دے۔

اسی طرح مختلف ورنوں کے آدمیوں کے قتل کے لئے یہ سزا تھی۔ کہ چھتری کے قتل کے بدلہ میں ایک بیل اور ایک ہزار گائیں۔ ویش کے قتل کے جرم میں سو گائیں شودر کے قتل پر دس گائیں ڈنڈ میں دی جائیں۔

گائے کی! اس کی پانچ چیزوں "پیشاب" "گوبر" "دودھ" دہی اور گھی کیلئے عزت ہونے لگی۔ ان کے مرکب کو پنچگویہ کہا گیا۔ اور ہر مذہبی رسم میں یہ پوتر سمجھا جانے لگا۔ اس زمانہ میں بھی عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ گائے کا گوبر اور پیشاب جراثیم کش کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور باقی تین چیزیں دودھ دہی گھی صحت بخش غذا کے طور پر کھائی جاتی ہیں۔ کفارہ اور دیگر مذہبی رسوم کے موقع پر پانچوں کا مرکب تمام گناہوں کو جلا دینے کے لئے پیا جاتا ہے۔ اُس وقت یہ شلوک پڑھا جاتا ہے۔ کہ میرے جسم کی کھال اور ہڈیوں میں جو کچھ بھی پاپ ہے پنچگویہ کے پینے سے اسی طرح جل جائے جس طرح آگ سے ایندھن جل جاتا ہے۔

اس طرح گائے کا تخیل آریوں میں ویدک زمانہ سے موجودہ زمانہ تک تغیر پذیر ہوتا چلا گیا۔ جو مویشی ویدک زمانہ میں خوراک کیلئے مستعمل تھے سمرتیوں کے زمانہ میں ان کی قدر کی جانے لگی۔ اور بعد میں تبادلہ سکہ کے طور پر رائج ہو گئے پُرانوں کے زمانہ میں ان کی پوجا ہونے لگی۔ مدھوپرکہ معزز مہمان کی ضیافت میں گائے بھینٹ چڑھانے کا طریقہ بدل گیا۔ اور اس کی جگہ گائے یا بیل چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا۔ "الابھئیہ" (کاٹ ڈالو) کی جگہ اب کتابوں میں "اُستر یجتیہ (چھوڑ دو)" کا حکم آ گیا۔ اس طرح گائے کی نسل ضائع کرنے کی جگہ اس کی حفاظت کا سوال پیدا ہو گیا۔

بعد کے زمانہ میں پوجا کا خیال مستقل ہو گیا۔ اور پانچ روزانہ یگیوں میں یہ شامل ہو گیا۔ اہنک سوتراول میں یہ حکم ملتا ہے۔ کہ منہ اور چہرہ دھونے کے بعد گائے سے یہ دعا مانگو کہ گائیں میرے آگے ہوں۔ گائیں میرے پیچھے ہوں گائیں میرے دل میں ہوں۔ میں گایوں کے درمیان میں ہی جیتا رہوں۔

وشوا دیو رسم میں جو ہر آریہ کو ہر دیوتا کو بھینٹ دیتے وقت روانہ کرنے چاہئی گائے کی بھینٹ (اگوگرا) ایک ضروری چیز قرار دی گئی ہے جس میں ذیل کا شلوک ہونا چاہیئے۔ کہ اے گائے! تو سب کی ماتا ہے۔ اور تو ہمیشہ وشنو کے قدموں میں کھڑی رہتی ہے۔ دیا کر کے میری اس بھینٹ کو قبول کرے۔

(انکا نفرنس گزٹ علی گڈھ ۲۴ جنوری)

ایک وصیت میں تصحیح

وصیت نمبر ۱۷۷۰ جو اخبار نور کے اسی پرچہ کے صفحہ ۱۲ میں شائع ہوئی ہے اسمیں غلطی سے فاطمہ زوجہ عزیز دین کی بجائے فاطمہ ولد عزیز دین چھپ گیا ہے۔ برائے درستی اعلان کیا جاتا ہے۔

سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

اسلام اور قومیت

از مولانا ابوالکلام آزاد

چھٹی صدی عیسوی میں جب اسلام کا ظہور ہوا۔ تو دنیا کے قدم "قبیلہ" اور "وطنیۃ" کی منزل سے آگے نہیں بڑھے تھے۔ اسلام کا ظہور عرب میں ہوا اور عرب کی آبادی قبیلوں کا مجموعہ تھی۔ ہر قبیلہ اپنی نسلی جنسیت کے دائرے کے اندر محدود تھا۔ اور اس سے باہر کی کوئی وسعت قبول نہیں کرتا تھا۔ ان تنگ دائروں کے اعتقاد سے فخر و غرور نسل انسانی کی تحقیر و تذلیل باہم دگر غلبہ و تسلط کے جس قدر مہلک جذبات پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب اس شدت و قوت کے ساتھ ان کے ضمیر میں سرایت کر چکے تھے۔ کہ شاید ہی کسی قوم کی تاریخ میں اس کی نظیر مل سکے۔ ان میں ہر فرد اپنے قبیلہ کے انتساب سے بڑھ کر دنیا کی عظمت و کبریائی تسلیم نہیں کرتا تھا۔ سینکڑوں ہزاروں جانیں آن کی آن میں قربان ہو جاتی تھیں۔ تاکہ قبیلہ کے شرف و غرور کو صدمہ نہ پہنچے یہ معاملہ اس درجہ معلوم و مسلم ہے۔ کہ تفصیل کی ضرورت نہیں حماسہ میں آج بھی ان کے اشعار پڑھتے ہیں۔ تو جذبات نسل و نسب کی شدت و حرارت سے دل و دماغ تنور کی طرح گرم ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کسی قوم کی شاعری ان جذبات میں عرب جاہلیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

عرب میں۔ قبیلہ۔ خاندان۔ نسل اور مکان کی اس حد بندی کے اعتقاد اور اس کے غلو کو "عصبیت" سے تعبیر کرتے تھے۔ اس عصبیت کی پہلی بنیاد عربیت پر تھی یعنی غیر عرب کے مقابلہ میں عرب کی فضیلت اور اس کے بعد عربیت میں بھی ہر قبیلہ اپنے نسلی امتیاز کے غرور سے سرگردان تھا۔

عرب سے باہر بھی دنیا کا تمام آباد حصہ قبیلہ اور وطن سے زیادہ وسیع دائرہ کوئی نہیں رکھتا تھا۔ رومی تمدن نے رومن قومیت کی بنیادیں استوار کر دی تھیں لیکن اس کی بنیاد بھی نسل اور وطن ہی پر تھی بستی کے حاکم نے جب اس رومانی کو گرفتار کر کے دُرہ سے پٹوایا تھا۔ تو وہ اس کی ہر ضرب پر چیختا تھا "میں رومانی ہوں" مشہور خطیب سیسرو نے اس حاکم کیخلاف تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ ایک رومانی زرم کے وسط میں لٹایا جاتا ہے۔ اور دُرہ سے پیٹا جاتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ وہ نہ تو درد و اذیت کی شکایت کرتا ہے۔ نہ روتا دھوتا ہے۔ صرف اس جملہ کی تکرار کرتا ہے۔ کہ میں رومانی ہوں۔ اے مجلس قضاۃ! اس مظلوم کو یقین تھا۔ کہ میں اپنے آپ کو رومانی کہہ کر ساری تکلیفوں اور بے عزتیوں سے بچا سکتا ہوں۔ کیونکہ ابھی تھوڑے دن کی بات ہے۔ کہ رومانی ہونا کسی انسان کیلئے حفاظت اور شرف کی سب سے بڑی ضمانت تھی۔ یہ سیسرو کی قانونی تقریروں میں سب سے زیادہ فصیح تقریر تسلیم کی گئی ہے۔ سیسرو نے صرف اس پر زور دیا کہ وہ رومانی تھا۔ یہ نہیں کہا کہ انسان تھا۔ اسے انسانیت کا نہیں رومانیت کا استغراق تھا۔

لیکن اسلام ان منزلوں میں نہ رک سکا۔ اس نے ان تمام رشتوں اور رسلتوں کی بنیادوں سے انکار کر دیا جو انسان کے علم و نظر کی کوتاہیوں نے بنا رکھے تھے۔ وہ نسل، وطن، جنس، رنگ، زبان، کسی غیر حقیقی رشتے کو تسلیم نہ کر سکا۔ اس نے انسان کو صرف ایک ہی رشتے کی دعوت دی۔ انسانیت اور انسانی برادری کے فطری رشتہ کی۔

یاایھا الناس! انا خلقنٰکم من ذکرٍ
وانثیٰ وجعلنٰکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا
ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔ ان اللّٰہ
علیم خبیر (۲۶: ۱۳)

ترجمہ:- اے مجمع انسانی! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے پھر ایسا کیا کہ تمہیں مختلف شاخوں اور قبیلوں کی صورت دے دی۔ بہت سے گروہوں اور ملکوں میں بکھر گئے لیکن شاخوں اور قبیلوں کا یہ اختلاف صرف اس لئے ہوا۔ کہ ایک گروہ سے دوسرا گروہ پہچانا جا سکے باقی رہی یہ بات کہ انسان شرف و عزت کا معیار کیا ہے۔ تو اس کی بنیاد طرح طرح کے گروہوں کی پابند نہیں ہے بلکہ انسان کی عملی زندگی ہے۔ اللہ کے حضور میں وہی سب سے زیادہ شریف ہے جو سب سے زیادہ اپنے کاموں میں شریف ہے۔

اس آیت کی ساری روح "لتعارفوا" کے لفظ میں ہے اس لفظ نے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ انسان کے گروہوں اور جماعتوں کے جتنے بھی حلقے بنے ہیں خواہ وہ نسل کی بناء پر بنے ہوں خواہ وطن و جنس کی بنا پر ان کی ساری قدر و قیمت صرف اتنی ہے۔ کہ باہمد گر پہچان کا ذریعہ ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی اثر نہیں رکھتے۔ تمام کرہ ارض پر پھیلی ہوئی نسل انسانی کے لئے ضروری تھا۔ کہ مختلف حصوں اور گروہوں میں منقسم ہو جائے۔ اور جب منقسم ہو گئی۔ تو ناگزیر ہوا۔ کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے پہچاننے کیلئے کوئی نہ کوئی ذریعہ تعارف پیدا ہو جائے۔ یہ تمام حلقے تعارف کا ذریعہ ہیں۔ یہ افریقی ہے یہ عربی ہے۔ یہ آرین ہیں۔ یہ منگولین ہے۔ اس طرح ہر جماعت کی پہچان ہو جاتی ہے۔ لیکن اس تقسیم میں نہ تو کوئی امتیاز ہے نہ یہ کوئی تقسیم ہے حقیقی امتیاز صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ انسان کی سعی و عمل کا امتیاز ہے۔

اب تمام انسانی نسل ایک سطح اور ایک صف میں کھڑی ہو گئی حقیقت کسی کو بلندی نہیں دیتی۔ مگر اس کو جو اپنے عمل سے شرف و رفعت کا استحقاق ثابت کر دے۔

جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اُسی کا ہے

رشتہ انسانیت کی وحدۃ و اخوت کی طرف ان لفظوں میں اشارہ کر دیا کہ "خلقنٰکم من ذکرٍ و انثیٰ" تمام نوع انسانی ایک ہی نسل ایک ہی خاندان ایک ہی گھرانہ ہے پس جب فی الحقیقت نہ تو نسل میں امتیاز ہوا۔ کہ نسل ایک ہی ہے اور نہ وطن میں تفریق ہوئی۔ کہ وطن بھی سب کا ایک ہی کرہ ارض ہے۔ تو پھر ان میں کا ایک گروہ دوسرے گروہ سے کیوں الگ ہو۔ کیوں ایک ہی خاندان ایک ہی گھرانہ کے رشتہ دار ایک دوسرے سے کٹ کر غیر اور اجنبی بن جائیں۔

اس بارہ میں اسلام کی بنیادی تصریحات اس درجہ مشہور و معلوم ہیں۔ کہ یہاں ان کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں مقصود صرف اشارہ ہے منجملہ ان قرآنی تصریحات کے جو انسانی وحدت کا اعلان کرتی ہیں۔ وہ تمام آیتیں ہیں۔ جن میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ مجمع انسانی کی اصل وحدت تھی۔ تفرقہ و گمراہی اور فطرت الٰہی سے دوری کا یہ نتیجہ ہے۔

وما کان الناس الا امۃً واحدۃً فاختلفوا
ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضی
بینھم فیما فیہ یختلفون (۱۹: ۲۰)

اسلام کی داعی اول کے تعلیم اور عمل کا جو حال تھا۔ وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ آپ نے نسل و جنس کے غرور و تنگ نظری کو عصبیت و جاہلیت سے تعبیر کیا۔ اور بار بار اعلان کر دیا کہ۔ لیس منا من دعیٰ علی العصبیۃ،
لیس منا من دعی الی العصبیۃ لیس
منا من قاتل علی العصبیۃ۔ یعنی وہ ہم میں سے نہیں جو نسل و قوم کے تعصب کی طرف دعوت دے۔ وہ ہم میں سے نہیں۔ جو اس تعصب کی بنا پر کسی دوسری جماعت سے لڑائی لڑے حجۃ الوداع یعنی اس حج کے موقع پر جو آپ کی زندگی کا آخری حج تھا۔ آخری خطبہ وصیت دیتے ہوئے۔ فرمایا۔

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علیٰ
عربی کلکم ابناء آدم (اجمعین) لیس
لاحد فضل علیٰ احد الا بدین وتقوی
الناس کلھم بنو آدم و آدم من تراب

(رواہ الجماعۃ) آج کے دن سے نسل و قومیت کے سارے امتیازات مٹ گئے۔ اب نہ کسی عرب کو عرب ہونے کی وجہ سے عجمی پر فضیلت ہو سکتی ہے۔ نہ عجمی کو عربی پر فضیلت اسی کیلئے ہے۔ جو اپنے عمل میں فضیلت رکھتا ہو۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔ اور اس لئے سب ایک ہی صف میں اور ایک ہی درجہ کے ہیں۔ (منقول)

سازش

آریوں کا ایک خفیہ مشن جس کا مرکز ہوشیار پور میں ہے۔ اور اس کی شاخیں پنجاب کے علاوہ یو۔ پی سی۔ پی۔ بہار۔ بنگال آسام اور بمبئی تک پھیل چکی ہیں۔ اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کیلئے جو تجاویز سوچی ہیں۔ وہ مختصراً یہ ہیں۔

۱۔ ہندو والیان ریاست کو چاہئے کہ اپنی قوت۔ اپنے رسوخ۔ اپنی بخشش اور دوسرے طریقوں سے کام لیکر اپنی مسلم رعایا کو شدھ کرنے کی کوشش کریں۔

۲۔ برطانوی ہند کے بڑے بڑے ہندو افسر اور عہدہ دار خفیہ طور پر اپنے جتھے بنا لیں۔ اور اختیار و اقتدار کے تمام عہدوں پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کریں۔

۳۔ ہندو۔ مدرسین۔ ہندو پروفیسروں اور ہندو مولفین کا فرض ہے۔ کہ دوران تدریس میں اور اپنی تالیفات کے ذریعے سے مسلمانوں کو اسلام سے بیگانہ بنانے اور انہیں ویدک دھرم کے قریب ترلانے کی انتہائی سعی کریں۔

۴۔ مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کو اغوا کرنے کیلئے ایسی ہندو عورتیں مقرر کی جائیں۔ جو مسلمان عورتوں کا سا بھیس بدل کر یہ کام سرانجام دیں۔ اور مسلمان عورتوں کو اغوا کر کے ہندوؤں سے ان کی شادیاں کر دی جائیں۔

۵۔ خفیہ پرچارکوں کی ایک جماعت تیار کی جائے جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی صورت شکل متقی مولویوں کی سی بنا کر اور اسلامی لباس پہن کر مسلمانوں کے درمیان رہیں۔ اور کام کریں۔ ان کا فرض ہو گا۔ کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرتے رہیں۔ اور اپنے خاص طریقوں سے کام لے کر غیر معلوم طور پر ہندومت کا پرچار بھی کرتے رہیں۔

۶۔ جہاں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہو۔ وہاں مسجدوں قبرستانوں۔ اوقاف اور دوسری مذہبی عمارتوں کے متعلق مسلمانوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا اور مقدمہ بازی جاری کر دی جائے۔

۷۔ بعض ایسے کرائے کے ٹٹو "مسلمان" خرید لئے جائیں جو مسلمان قوم اور مسلمان لیڈروں۔ مسلمان بادشاہوں۔ اور مسلمان والیان ریاست کے خلاف مضامین لکھیں۔ مسلمانوں کے اخباروں کو مالی امداد دیکر انہیں ہندوؤں کی حمایت پر آمادہ کیا جائے۔ اسلام کے خلاف خاص مضامین حقیقی۔ یا مفروضہ مسلمان مقالہ نگاروں کی طرف سے شائع کرائے جائیں۔

۸۔ ہندو سرمایہ دار۔ ساہوکار۔ رؤسا۔ اور راجا متحدہ طور پر مسلمانوں کو اقتصادی اعتبار سے ہندوؤں کے زیر اقتدار رکھنے کی کوشش کریں۔

۹۔ ہندو قوم تحریر و تقریر کے ذریعہ سے مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت کرتی رہے۔ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دے۔ ان تمام کوششوں کا نصب العین صرف یہ ہے۔ کہ "آریہ چکروتی راج" قائم ہو جائے۔ اور ملیچھ مغلوب ہو جائیں۔

اب مسلمانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اس سازش کے تدارک کیلئے کیا سوچا ہے؟ اور اس کے تدارک کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ ہم اپنی سب توجہ تبلیغ کیطرف لگا دیں۔

کہلانیوالے اچھوت سکھوں کی فریاد

سردار ہرنام سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ پربندک کمیٹی لانبڑا لکھتے ہیں۔ کہ میں مورخہ ۱۳ جنوری کو موضع کورالی ضلع انبالہ میں ذاتی کام کیواسطے گیا میری نظر سے ایک اشتہار جسکا ہیڈنگ "قربانی کا بگل بج گیا" تھا پڑا میں نے اس اشتہار کو شروع سے آخر تک دیکھا۔ اور پریشانی کی حالت میں چل دیا میں حکیم کیہر سنگھ صاحب کے گھر پہنچا وہاں بھی وہی اشتہار چسپاں پایا۔ حکیم صاحب سے اشتہار کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ "جمکور صاحب شہیدی میلے پر مورخہ ۲۶ دسمبر مطابق ۱۲ پوہ کو بھائی کپور سنگھ پیل ماجرہ ڈاکخانہ لیٹھری ضلع انبالہ کا ایک سکھ جس کی پہلی ذات رام داسیہ تھی لنگر میں گیا۔ نورانہ سنگھ پردھان گوردوارہ کمیٹی نے کپور سنگھ کو مخاطب کر کے کہا "تم نیچ لنگر میں کیوں آ گیا" اور یہ کہتے ہوئے اس کی پگڑی اتار دی داڑھی پکڑی ایک اور آدمی جو سیوادار معلوم ہوتا تھا نے کیس پکڑ لئے اور زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ اور کیسوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے گوردوارہ سے باہر چھوڑ گئے۔ کپور سنگھ موصوف نے کئی برادری کے کارکنوں سے مل کر مورخہ ۷ جنوری کو قصبہ کورالی میں دیوان کیا جس میں مذکورۃ الصدر واقعہ کے متعلق یہ ریزولیشن پاس کیا "ضلع انبالہ کے قصبہ کورالی میں لگا ہوا کہلانے والے سکھوں" کا یہ دیوان نورانہ سنگھ پردھان گوردوارہ جمکور صاحب کمیٹی کے اس ناروا سلوک پر جو اس نے کپور سنگھ صاحب کے ساتھ کیا نہایت نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور شرومنی گوردوارہ کمیٹی اور شرومنی اکالی دل اور چیف خالصہ دیوان کو چاہیئے۔ کہ ہماری داڑھی اور کیس منڈوانے کیواسطے ایک دن مقرر کر دیں۔ . . تاکہ اچھوت ادھار پر نہایت مؤثر اثر پڑ سکے"۔

نور۔ یہ واقعہ کسی تشریح کا محتاج نہیں کہلانے والے اچھوتوں کو یہ بخوبی ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ سوائے اسلام کے انہیں اور کہیں بھی مساوات نہیں مل سکے گی کیونکہ اسلام کی ہی یہ تعلیم ہے۔ کہ "اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ" یعنی تم میں وہی زیادہ معزز ہے جو نیکی میں زیادہ بڑھا ہوا ہے بمضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو۔ اسلام ہی دنیا میں پہلا مذہب ہے جس نے دنیا میں یہ بگل بجایا کہ تم سب مسلمان باہمی بھائی بھائی ہو۔ کہلانے والے اچھوتوں کے اس درد کی دوا صرف اسلام میں ہی ہے۔

خون بند کرنا

کہربا شمعی جو کہ سنہری رنگ کی گوند ہوتی ہے کے باریک سفوف کو شربت انجبار یا صرف سرد پانی سے بقدر ایک ماشہ دینے سے ہر قسم کا خون بند ہو جاتا ہے۔

حکومتِ آصفیہ کی رواداری

حکومت آصفیہ کی فراخ دلی رواداری اور بے تعصبی ایک مسلّمہ حقیقت ہے جس کا ہر باخبر شخص کو اعتراف ہے۔ رعایا کی مختلف فرقوں کو جو مذہبی آزادی اور سہولتیں حیدر آباد میں حاصل ہیں۔ اُس سے زیادہ ممکن نہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جسطرح حکومت اسلامی مساجد کا احترام کرتی ہے۔ اسیطرح دوسری قوموں کے معابد بھی نہ صرف محفوظ ہیں۔ بلکہ انہیں حسب ضرورت مالی امداد بھی ملتی ہے جسکی بہت سی مثالیں پیش کیجا سکتی ہیں۔ لیکن تازہ مثال ہم صحیفہ حیدر آباد سے ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

دیول یادگیر جو ہنود کا مشہور مقدس مقام ہے۔ اور جہاں کثرت سے زائرین جایا کرتے ہیں۔ اسکی پہاڑی پر معتقد پجاریوں کو لیجانے کی بہت تکلیف رہا کرتی تھی۔ انکی سہولت کیلئے ارکان کمیٹی نے دامن کوہ سے چوٹی تک جسکی بلندی سطح زمین سے پانچسو فیٹ ہے ۴۰ فٹ وسعت اور ایک میل پانچ فرلانگ طویل سڑک نکالی ہے۔

۱۲ بہمن کو جناب جلی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی دیول کے معائنہ کیلئے آئے ارکان کمیٹی نے ناظم صاحب کا استقبال کیا دیول کے معائنہ اور آمد و خرچ کی تنقیح اور گلپوشی کے بعد تیار شدہ سڑک کا افتتاح کیا اس موقع پر مسٹر کرشنا سوامی مدیراج نے دیول کی تاریخی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے دولت آصفیہ کی مذہبی رواداری اور بے تعصبانہ حکمرانی کا ذکر کیا عہد عثمانی کے برکات کے بعد آخر میں ناظم صاحب کی ملکی خدمات و حسن کارگزاری اور تاج و تخت کے ساتھ ان کے خاندانی خدمات کا ذکر کیا۔

ناظم صاحب نے جوابی تقریر میں کہا کہ انہیں دیول کے معائنہ اور سڑک کے افتتاح سے مسرت ہوئی اور ارکان کمیٹی کی خدمات کی ستائش کر کے کہا کہ حضرت پیر و مرشد نے انہیں جب سے نظامت امور مذہبی کی خدمات سے سرفراز فرمایا ہے۔ انہیں متعدد مندروں کی تنقیح اور معائنہ کا اتفاق ہوا یہاں کے انتظامات اور حالت سب سے اچھی ہے۔ آخر میں ناظم صاحب نے حکومت کی مذہبی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت بندگان عالی کیلئے دعا کی۔ کیا حسن سلوک اور فراخ دلی کے یہ واقعات تنگ نظر معترضین کو شرمندہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود مختار ترکی جمہوریت کی موجودہ حالت

سنہ ۱۹۲۳ء میں معاہدہ لوزان نے موجودہ ترکی جمہوریت کی سرحدیں تسلیم کر لیں اور ترکی جمہوریت سربرآوردہ حکومتوں کی صف میں شمار کیجانے لگی

اس ترکی حکومت نے . . . عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں۔ سلطنت عثمانیہ کے زمانے میں ٹرکی میں سخت طوائف الملوکی تھی۔ بہت سی قومیں آباد تھیں۔ اور سازشیں کرتی رہتی تھیں موجودہ جمہوری حکومت نے یہ کیا کہ غیر ترکی فرقوں کو ان کے اصلی ملکوں میں بھیج دیا۔ اور انکے ملکوں سے ترکوں کو بلاکر آباد کر دیا تاکہ ٹرکی میں صرف ایک ہی قوم۔ ترک ہو جائے جسکی زبان رسم ورواج، مذہب سب کچھ ایک ہو۔ اس طرح اب ٹرکی ان تمام مصائب سے بچ گیا جو سلطنت عثمانیہ کے سرپر ہمیشہ نازل رہتی تھیں۔

ترکی حکومت نے زبردست فوج آراستہ کر رکھی ہے اس فوج میں امن کے زمانہ میں پانچ لاکھ سپاہی رہتے ہیں۔ اور جنگ کی حالت میں انکی تعداد پندرہ سے بیس لاکھ تک پہنچ سکتی ہے حکومت نے اپنے بجٹ کا تہائی حصہ فوجی مصارف کیلئے وقف کر دیا ہے

ترکی حکومت نے ہر قسم کے ہتھیار بنانے کیلئے بکثرت کارخانے جاری کر دیئے ہیں۔ ان کارخانوں میں جو ہتھیار بنتے ہیں انپر بہت خرچ بیٹھا ہے۔ اگر یہی ہتھیار بیرون ممالک سے خریدے جائیں تو کہیں سستے پڑیں۔ مگر حکومت اس خرچ کو دو وجہ سے برداشت کر رہی ہے۔ ایک وجہ یہ ہے۔ کہ ان کارخانوں کیوجہ سے لاکھوں ترکوں کو روزی ملتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ جنگ کے زمانہ میں بحری محاصرہ ہو جانا یقینی ہے۔ ایسی صورت میں بیرونی ممالک سے ہتھیار حاصل کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اندرون ملک میں کارخانوں کی موجودگی حکومت کو اس خطرہ سے بچا لیتی ہے۔

معاہدہ لوزان کی رُو سے ترکی حکومت کو حق نہیں تھا کہ وہ درۂ دانیال اور باسفورس کی آبنائیوں پر قلعے بنائے لیکن یہ حق اب اس نے حاصل کر لیا ہے قلعہ بندی ہو رہی ہے۔ اور ترکی جب چاہے۔ یہ دونوں بحری راستے بند کر سکتی ہے۔ ترکی حکومت نے ہوائی بیڑے کیطرف سے بھی غفلت نہیں کی ہے۔ بکثرت ہوائی جہاز اسکے پاس موجود ہیں۔ غازی نے یہ بہت ہی اچھا دستور بنا دیا ہے کہ خوشی کے موقعوں پر شہری آبادیاں دعوتوں اور آرائشوں پر اسراف نہ کریں۔ بلکہ اسکے عوض حکومت کو ہوائی جہاز اپنی طرف سے ہدیہ کر دیا کریں اسطرح حکومت کے پاس بہت سے جہاز مہیا ہو گئے ہیں۔

ترکی حکومت نے ایک نہایت مفید طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ کالج سے بھی طالبعلم کو امتحان پاس کرنیکے بعد سند نہیں ملسکتی جب تک وہ یونیورسٹی کی چھاؤنی میں مقررہ سالانہ فوجی قواعد نہ سیکھے ہر طالبعلم کو گرمی کی چھٹی میں باضابطہ فوجی قواعد سیکھنا پڑتی ہے۔ اسطرح ترکی حکومت نے طالبعلموں کو بھی سپاہی بنا دیا ہے۔ اور بضرورت کیوقت انسے فوج میں کام لیا جاسکتا ہے۔

فنون جنگ سے ترکوں کو طبعی شغف ہے۔ انہوں نے بہت سے جنگی مدرسے اور کالج قائم کر رکھے ہیں جنگی اکاڈیمی بھی ہے۔ فوج کی نقل وحرکت کیلئے بکثرت سڑکیں بنائی گئیں اور ریل کی پٹریاں بچھائی گئی ہیں یہ اسلئے نہیں کہ ترکی حکومت ملک گیری کے منصوبے باندھ رہی ہے۔ کیونکہ وہ تو حد درجہ امن پسند ہے لیکن یہ سب طیاریاں اپنی مدافعت کیلئے ہیں

ترکی حکومت نے بہت سی حکومتوں سے دوستانہ معاہدے کر رکھے ہیں۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو جنگ کے خطروں سے دور رہے ترکی حکومت کی امن پسندی کا یہی ثبوت کیا کم ہے۔ کہ روس اور یونان جو اسکے پشتینی دشمن تھے۔ اب جگری دوست بن گئے ہیں۔

ٹرکی کا فائدہ اسی میں ہے۔ کہ امن وامان برقرار رہے۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانے پر اقتصادی، تجارتی اور صنعتی ترقی کر سکے اسوقت وہ بڑی مستعدی سے کانیں کھود رہی ہے جن سے لوہا۔ کوئلہ اور بہ نسبت بڑی مقدار میں نکلتا ہے۔ اپنے ہاں کے جنگلوں کی پرورش اور زراعت کی توسیع وترقی میں کوشاں ہے ہر قسم کی ضروریات زندگی خود ملکی کارخانے ہی پوری کر رہے ہیں حکومت نے بکثرت تجارتی جہاز بھی بنائے ہیں۔ جو مختلف سمندروں میں سفر کرتے رہتے ہیں حکومت اب اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گئی ہے۔ کہ حالت امن اور حالت جنگ میں ملک کو کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے

بلاشبہ ترکی حکومت اب بھی غیر ملکی ماہروں کی خدمات حاصل کرتی ہے۔ مگر بہت سخت شرطوں کیساتھ یہ ماہر اس کے تنخواہ دار نوکر ہوتے ہیں۔ اور ان سے معاہدہ ہوتا ہے۔ کہ مقررہ مدت کے اندر مقررہ تعداد ترکوں کو اپنی معلومات سے فائدہ پہنچا کر اس قابل بنا دینگے کہ وہ حکومت کی خدمات باحسن وجوہ انجام دیسکیں پھر ان ماہروں کو اجازت نہیں ہوتی۔ کہ نجی میں اپنے فن سے کوئی فائدہ اٹھائیں مثلاً اگر حکومت نے کسی خاص مرض کے ماہر ڈاکٹر کو اجنبی ملک سے بلایا ہے تو وہ خود اپنا مطب نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر وہ چاہے تو کسی ترک ڈاکٹر کے مطب میں اس کا شریک بنکر کام کر سکتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی اجنبی کمپنی سے کام لیا جاتا ہے تو اسے کم سے کم نفع دیا جاتا ہے ٹھیکہ کی مدت بہت کم ہوتی ہے۔ اور اس سے معاہدہ ہو جاتا ہے۔ کہ اپنے کارکنوں میں ترکوں کی اکثریت رکھیگی

اجنبی تعلیمی مشن ٹرکی میں تعلیم گاہیں قائم کر سکتے ہیں مگر اس شرط پر کہ کسی قسم کی دینی تعلیم نہیں دیجائیگی۔ اور ترکی زبان اور ترکی تاریخ نصاب تعلیم میں ضروری رکھی جائیگی اسطرح حکومت نے ایکطرف ترک نوجوانوں کو موقعہ بخشا ہے۔ کہ اجنبی قوموں سے تعلیمی فائدہ اٹھائیں۔ اور دوسری طرف ان مضرتوں کا خاتمہ کر دیا ہے جو اجنبی تعلیم گاہوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

پھر تمام اجنبی لوگوں کی حکومت بہت ہی سخت نگرانی کرتی ہے جس دن سے وہ ٹرکی میں قدم رکھتے ہیں۔ دائمی تک پولیس کی نظر ان پر رہتی ہے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر میں جانے بلکہ شہر ہی کے اندر محلہ تبدیل کرنیکی صورتمیں انکا فرض قرار دیا جاتا ہے۔ کہ پولیس کو فوراً اپنے تبدیل پتہ سے آگاہ کر دیں۔ ورنہ سزا بھگتیں جو کبھی جرمانے کی شکل میں ہوتی ہے تو کبھی قید کیصورتمیں اور کبھی انہیں ملک بدر بھی کر دیا جاتا ہے۔ پہلے زمانہ میں ٹرکی کو ان اجنبی لوگوں کیوجہ سے بڑے بڑے نقصان پہنچا کرتے تھے۔ مگر اب موجودہ حکومت نے اپنی اس سخت نگرانی کے ذریعہ ملک کو اس عذاب سے نجات دیدی ہے۔

پھر حکومت نے یہ بھی ضروری قرار دیا ہے۔ کہ اجنبی جب ٹرکی میں جائیں تو وہاں کے باشندوں کو مالی فائدہ پہنچائیں۔ یہ نہیں کہ ان کو لوٹنا شروع کر دیں۔ اجنبی آدمی کو بہت ہی مشکل سے اور بڑی سخت شرطوں سے ملازمت ملتی ہے۔ اگر وہ تجارت کرے تو دولت کما کر ملک سے باہر لیجا نہیں سکتا۔ بلکہ اس کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ ٹرکی ہی میں اسے خرچ کرے بنکوں پر حکومت کی اتنی سخت نگرانی ہے کہ کوئی اجنبی بھی اپنا روپیہ باہر نہیں بھیج سکتا۔ اسطرح حکومت نے ملکی باشندوں کو بہت بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔ اور اس ذریعہ سے ملک کی تعمیر وترقی میں بڑی سہولت ہو گئی ہے۔ چنانچہ خود ہیں نے انگورہ، بلون فلورہ وغیرہ مقامات میں ایسے ہوٹل چائے خانے اور جارکٹ دیکھے ہیں۔ جو یورپ کے بڑے بڑے شہروں کی تفریح گاہوں سے ہرگز گھٹ کر نہیں ہیں۔ ترکی حکومت نے بالشویک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیت نمبر ۴۶۷۴

میں احمدی بی زوجہ مولوی محمد اسماعیل صاحب غوری قوم شیخ عمر ۴۲ سال ساکن یادگیر ڈاکخانہ تحصیل یادگیر علاقہ حیدر آباد دکن ضلع گلبرگہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد بصورت زیورات طلائی و نقرئی مبلغ الماصہ ایک ہزار ایک سو پچاس روپیہ سکہ عثمانیہ ہے۔ اسی رقم میں میرا مہر جو مبلغ ماضہ ۲۵۰ روپیہ سکہ عثمانیہ ہے اور جو مجھے بصورت زیورات میرے خاوند سے وصول ہو چکا ہے شامل ہے اس کے علاوہ تین صد ۳۰۰ روپیہ سکہ عثمانیہ میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہیں جو میں نے اپنے شوہر کو بطور قرض دیئے تھے۔ ان ہر دو رقومات مذکورہ بالا جن کی مجموعی تعداد الللماصہ ہے کی ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں اس کے علاوہ نہ کوئی میری جائیداد ہے ورنہ کوئی ماہوار آمدنی۔ اگر اس حصہ وصیت میں کوئی رقم میں اپنی وفات سے قبل صدر انجمن احمدیہ میں داخل کر دوں تو وہ میری وصیت کی رقم سے منہا کر دی جائے۔ میری وفات پر اگر اس جائیداد کے علاوہ اور کوئی میری جائیداد ثابت ہو تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہو گی فقط المرقوم ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء مقام یادگیر علاقہ دکن۔

گواہ شد محمد اسماعیل مولوی فاضل وکیل یادگیر۔ گواہ شد محمد عبدالحی احمدی یادگیر العبد احمدی بی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء گواہ شد محمد اسماعیل غوری خاوند موصیہ۔ گواہ شد شیخ حسن احمدی والد موصیہ۔

وصیت نمبر ۴۶۷۹

میں محمد اعظم ولد سیٹھ محمد غوث صاحب قوم شیخ عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس اس وقت مندرجہ ذیل اشیاء ہیں جن کی قیمت ذیل میں درج ہے۔ کپڑے وغیرہ۔ صما (پانچ سو روپیہ)۔ کتب۔ صما (پانچ سو روپیہ) فرنیچر۔ الـلـہ ایک ہزار روپیہ اس کے علاوہ میری فی الحال کوئی جائیداد نہیں۔ میرے تمام اخراجات میرے والد صاحب برداشت کرتے ہیں مجھے جیب خرچ عہ (کلدار) ملتا ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ ہر ماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی فقط محمد اعظم۔

گواہ شد محمد صادق گواہ شد محمد معین الدین عفی عنہ الرحیم قدیر

وصیت نمبر ۴۶۸۴

میں پیر بخش اللہ ولد چوہدری الٰہی بخش صاحب مرحوم قوم ملاح پیشہ واہی عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن چک نمبر ۵۶۵ گ۔ ب ڈاک خانہ گنگاپور تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد جس پر میرا گذارہ ہے حسب ذیل ہے جائیداد غیر منقولہ اراضی چار گھماؤں قیمتی سولہ سو ۱۶۰۰ روپیہ اور جائیداد منقولہ بھینس ایک عدد قیمتی ساٹھ روپیہ باقی اثاث البیت قیمتی چالیس روپے ہے جملہ جائیداد قیمتی سترہ سو ۱۷۰۰ روپے ہے پس میں یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کر دیتا ہوں کہ سند رہے۔ اور بوقت حاجت کام آوے گواہ شد چوہدری برکت علی صاحب ولد چوہدری محمد بخش صاحب سیکرٹری مال انجمن احمدیہ چک ۵۶۵ ضلع لائل پور بقلم خود برکت علی احمدی سیکرٹری مال انجمن احمدیہ چک ۵۶۵ العبد پیر بخش اللہ ولد چوہدری الٰہی بخش مرحوم ساکن چک ۵۶۵ گ ب قوم ملاح ڈاک خانہ گنگاپور ضلع لائل پور نشان انگوٹھا موصی گواہ شد چوہدری محمد الدین نمبردار ولد چوہدری نبی بخش صاحب مرحوم امیر جماعت انجمن احمدیہ چک ۵۶۵ گ ضلع لائل پور بقلم خود محمد الدین امیر جماعت احمدیہ چک ۵۶۵ گ ب

وصیت نمبر ۴۶۵۴

میں عائشہ بی بی زوجہ حکیم محمد عبدالجلیل صاحب قوم آوان پیشہ طبابت و زمینداری عمر تقریباً ۶۲ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۱۸ء ساکن بھیرہ ڈاک خانہ بھیرہ ضلع شاہ پور صوبہ پنجاب (حال قلعہ شیخوپورہ منڈی ضلع ایضاً) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱۲/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد میرا حق مہر ہے۔ جو مبلغ پانچ صد ۵۰۰ روپے ہے یہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد نشان انگوٹھا عائشہ بی بی موصیہ گواہ شد ایچ ایم مرغوب اللہ احمدی دفتر چیف انجینئر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی صوبہ سرحد پشاور گواہ شد محمد عبدالجلیل حکیم۔

وصیت نمبر ۴۶۸۶

میں مریم بیگم زوجہ حاجی مستری نور احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء یا ۱۹۲۰ء ساکن شاہ آباد ڈاک خانہ شاہ آباد ضلع کرنال صوبہ پنجاب حال ساکن محلہ دارالبرکات قادیان معرفت پسر خود خانصاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ خاں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں لیکن مندرجہ ذیل نقد و زیور میرے پاس ہے (۱) زیور دو چوڑیاں طلائی - دو بالیاں طلائی - دو انگوٹھیاں طلائی سب مل کر ساڑھے چار تولہ وزن اور اندازاً ۱۵۰ روپے (ایک سو پچاس) کا مالیتی ہوگا (۲) نقد ایک سو روپیہ - اس زیور و نقد ایک سو روپیہ کی میں یہ وصیت کرتی ہوں کہ اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی - اس کے علاوہ اگر میری وفات پر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو جائے تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی - اگر میں یہ تمام حصہ وصیت یا اس کا کچھ جزو اپنی زندگی میں انجمن ہذا کو ادا کردوں تو یہ رقم میری وفات پر حصہ وصیت میں سے منہا کر دی جائے گی - گواہ شد خاں صاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ پسر موصیہ العبد نشان بایاں انگوٹھا مریم بیگم گواہ شد محمد یعقوب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ۳۶/۱/۲

وصیت نمبر ۶۸۸ ۴

میں عائشہ بیگم زوجہ خانصاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ قوم آوان پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار البرکات ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اسوقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں - البتہ میری ملکیت مندرجہ ذیل ہے - (۱) مبلغ دو ہزار روپیہ جو کہ مَیں نے ناظم جائیداد کی معرفت صدر انجمن احمدیہ کو قرض دئے ہوئے ہیں (۲) زیور جو کہ اندازاً پانچ سو روپے کا ہوگا - اس رقم اور زیور کی مَیں یہ وصیت کرتی ہوں - کہ میری وفات پر اس کے ۱/۱۰ (دسویں حصہ) حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر مَیں اپنی زندگی میں اپنا تمام حصّہ وصیت یا اس کا کچھ حصّہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کردوں تو میری وفات کے وقت یہ رقم حصّہ وصیت میں سے منہا کر دی جائے گی - اور اگر میری وفات کے وقت یہ ثابت ہو جائے کہ اِس کے علاوہ اور بھی میری کوئی جائیداد ہے تو اسکے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی - گواہ شد (خانصاحب) محمد عبد اللہ ریٹائرڈ اسسٹنٹ سرجن خاوند موصیہ ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء دستخط موصیہ عائشہ بیگم گواہ شد خاکسار محمد اسحاق سٹور مین آرسنل کوئٹہ ۳۶/۱۲/۲۹ -

وصیت نمبر ۶۸۹ ۴

میں نظیر بیگم زوجہ بشیر احمد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر تقریباً بائیس سال تاریخ بیعت دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے (۱) زیور چاندی و سونا اندازاً قیمتی پانچ صد روپیہ (۲) مہر دو سو (۲۰۰) روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے میزان سات سو روپیہ - میں اس کل جائیداد قیمتی سات سو روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اگر حصّہ موعودہ میں سے کوئی رقم مَیں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو وہ رقم میرے حصہ وصیت میں سے منہا کر دی جائے گی - نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ بوقت وفات اگر میری کوئی جائیداد بجز اس کے جو درج کی گئی ہے ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی والسلام گواہ شد محمد عبد اللہ (خانصاحب) ماموں نظیر بیگم گواہ شد بشیر احمد خاوند موصیہ کلرک دفتر اے جی - جی کوئٹہ بلوچستان - العبد نظیر بیگم

وصیت نمبر ۶۹۰ ۴

میں جمیلہ بیگم زوجہ بابو محمد اسحاق صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار الفضل قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد کچھ نہیں ہے - البتہ مَیں مندرجہ ذیل چیزوں کی مالک ہوں - (۱) مہر مبلغ پانچ صد (۵۰۰) روپیہ بذمہ خاوند (۲) زیور طلائی و نقرئی قیمتی اندازاً آٹھ سو (۸۰۰) روپیہ موجودہ بازار ریٹ کے مطابق اس رقم مہر و قیمت زیور کی مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر اس کے ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی وفات سے پیشتر یہ تمام حصہ وصیت یا اس کا کچھ حصہ ادا کردوں تو وہ رقم بوقت وفات حصہ وصیت میں سے منہا کر دی جائے گی - اور اگر میری وفات کے وقت یہ ثابت ہو جائے کہ اس کے علاوہ اور بھی میری کوئی جائیداد ہے تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی - گواہ شد خانصاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ والد موصیہ العبد جمیلہ بیگم ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء گواہ شد خاکسار محمد اسحاق (خاوند موصیہ) سٹور مین آرسنل کوئٹہ ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء -

وصیت نمبر ۶۹۱ ۴

میں مسماۃ امۃ اللہ بیگم بنت حکیم دین محمد صاحب ملٹری اکوٹمنٹ قوم ککے زئی پیشہ خانہ داری عمر قریباً ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۷/۱/۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرا مہر پانچ سو روپے ہے جو کہ ابھی میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں - میرے پاس -/۲۶۶ روپیہ کا زیور ہے اسکے ۱/۱۰ حصّہ کی بھی مَیں وصیت کرتی ہوں نیز میری وفات کے وقت جو بھی زائد جائیداد میری ثابت ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم اس مد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو وہ رقم منہا سمجھی جائیگی - خاکسارہ امۃ اللہ بیگم بقلم خود گواہ شد ملک صلاح الدین صاحب ایم - اے بقلم خود خاوند موصیہ دار الفضل قادیان ۳ ۱/۳۷ گواہ شد حکیم عبد الغنی ولد سید عظیم شاہ محلہ دار العلوم قادیان

وصیت نمبر ۴۶۸۵

میں محمد ابراہیم ولد میاں مہر الدین (مرحوم) قوم سلیہج راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن شہر سیالکوٹ ڈاکخانہ سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میرے مرنے پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں - اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ایک صد روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - ہمارے جدی مکان واقعہ محلہ بٹہ محاراں شہر سیالکوٹ میں جو میرا حصہ تھا وہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو دے دیا ہے اور وہ اسکے متعلق خود وصیت کر رہی ہیں - فقط العبد محمد ابراہیم بی - اے) ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۳۶ء گواہ شد مستری فیض احمد آف جموں ۳۰ دسمبر ۱۹۳۶ء گواہ شد حافظ بشیر احمد بقلم خود جالندھری مبلغ سلسلہ احمدیہ ۳۰ ۱۲/۳۶

وصیت نمبر ۴۶۹۴

میں مسعود احمد رشید ولد شیخ مولا بخش صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۳۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لاہور ڈاکخانہ لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے اور کوئی جائیداد نہیں ہے البتہ ماہوار آمد جو تقریباً ۴۹۰/- روپے ہے اپنی اس ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا - نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - گواہ شد غلام محمد اختر عفی عنہ سٹاف وارڈن ہیڈ کوارٹرز آغس بلوے لاہور ۳۱ ۱۲/۳۶ العبد مسعود احمد رشید ایس - ڈی - او ٹیکنال لاہور ۳۱ ۱۲/۳۶ گواہ شد محمد اسماعیل ہیڈ ماسٹر ڈی - بی ہائی سکول سمندری (دستخط بحروف انگریزی)

وصیت نمبر ۴۶۹۳

میں سید عبد الرزاق ولد ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر تخمیناً ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۱۲/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں - اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۲۴۰/- شلنگ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط المرقوم العبد موصی سید عبد الرزاق شاہ بقلم خود گواہ شد سید محمود اللہ شاہ صاحب ۱۲ ۹/۳۶ گواہ شد شیخ غلام فرید سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ نیروبی ۱۲ ۱۲/۳۶ ؛

وصیت نمبر ۴۶۶۶

میں بشیر احمد ولد چوہدری کرم الدین آف مومن قوم آوان پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چکوال حال قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم نومبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں کیونکہ میرے والد صاحب اس وقت زندہ موجود ہیں - اس لئے سب جائیداد ان کے نام ہے - میرا فی الحال کوئی حصہ نہیں - جب مجھے والد صاحب حصہ دینگے اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن کو حق ہے کہ وہ لے لیوے اب صرف میں مبلغ پندرہ روپے ماہوار تنخواہ پہ کام کرتا ہوں جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں گواہ شد ڈاکٹر منظور احمد شفا خانہ دلپذیر قادیان ضلع گورداسپور العبد بشیر احمد چکوالی بقلم خود ۱ ۱۱/۳۶ گواہ شد عبد الحمید جالپوری ولد عبد الرحیم -

وصیت نمبر ۴۶۹۵

میں فاطمہ بیگم زوجہ عبد الحی صاحب قوم شیخ پیشہ امور خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن یادگیر ریاست حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس و بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ جون ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرے ہاں اس وقت بصورت زیور اور کپڑے وغیرہ پندرہ سو روپیہ ۱۵۰۰/- ہیں - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اگر میرے مرنے کے وقت اس سے زائد رقم یا جائیداد ہو تو انجمن اس کے ۱/۱۰ حصہ کے حاصل کرنے کی حقدار ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم ادا کر دوں تو وہ رقم جملہ رقم حصہ صدر انجمن میں سے منہا ہوگی - گواہ شد عبد الحی خاوند موصیہ - گواہ شد محمد اعظم مچھلی کمان ۵۵۵۷ حیدر آباد دکن - العبد فاطمہ بیگم احمدی گواہ شد محمد لقمان احمدیہ جوبلی ہال حیدر آباد دکن

وصیت نمبر ۴۶۹۷

میں رحیمڈنہ ولد الھڈنہ قوم مسن پیشہ زمینداری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن مسن ڈاک خانہ باڈھ تحصیل ڈوکری ضلع لاڑکانہ سندھ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت کرتا ہوں - ہماری موجودہ زمین کی اراضی ۹¾ پونے دس جریب ہے جس کی موجودہ قیمت بازاری نرخ -/۱۵۰۰ ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے - اور میرے کچے تین مکان ہیں جس کی قیمت چار سو روپے ہے ان میں سے ۱/۹ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو وصیت کرتا ہوں - میں تازیست ۱/۹ اپنی پیدائش سے ادا کرتا رہوں گا - بقیہ جو میرے مرنے پر رہے گا تو اس کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہے ہمارے شرکاء کوئی نہیں - میرے تین لڑکے ہیں ان کو کوئی اعتراض نہیں - گواہ شد واحد بخش ولد چھٹہ خان مسن - العبد نشان انگوٹھا رحیمڈنہ مسن گواہ شد بقلم خود محمد پریل احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ کمال ڈیرہ سندھ -

وصیت نمبر ۴۲۶۶

میں مسماۃ رحمت بیگم زوجہ چوہدری فتح محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ زراعت ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چھاؤنی لدھیانہ ڈاک خانہ لدھیانہ تحصیل لدھیانہ ضلع لدھیانہ - بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳۴ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اس وقت زیورات وحق مہر وغیرہ مالیتی پانصد روپیہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان کے کرتی ہوں اگر میں اس حصہ جائیداد مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی رقم وصیت کردہ میں سے کوئی رقم اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے کروںگی تو اس کی رسید لونگی جو اصل رقم وصیت کردہ میں سے منہا تصور ہوگی - اس کے علاوہ میری وفات کے وقت اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہوگی تو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اس کی ادائیگی کے لئے میرے ورثاء کو کوئی عذر نہ ہوگا - فقط ۱۲/۳۴ گواہ شد سید محمد علی شاہ انسپکٹر بیت المال قادیان بقلم خود ۱۲/۳۴ گواہ شد فتح محمد احمدی ولد شادی قوم ارائیں چھاؤنی لدھیانہ خاوند موصیہ العبد مسماۃ رحمت بیگم زوجہ چوہدری فتح محمد موصی) مسماۃ رحمت بیگم بقلم خود گواہ شد محمد رمضان ولد چوہدری فتح محمد صاحب موصی چھاؤنی لدھیانہ) محمد رمضان بقلم خود گواہ شد خاکسار برکت علی لائق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لدھیانہ -

وصیت نمبر ۴۷۰۱

میں فاطمہ ولد عزیز الدین عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن مہت پور ڈاکخانہ مکیریاں تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ جولائی ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اس وقت صرف ایک زیور بند نقرئی مالیتی مبلغ ۱۰ روپے کا ہے اس کے علاوہ میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ یکصد روپیہ ہے میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو جائے تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہی مالک ہوگی - والسلام - گواہ شد نشان انگوٹھا عزیز الدین خاوند موصیہ - العبد فاطمہ بی بی - گواہ شد محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال حال وارد مہت پور ڈاک خانہ مکیریاں ۳/۳۶

وصیت نمبر ۴۷۰۰

میں امۃ الحمید بیگم زوجہ غلام حیدر قوم چغتائی عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ستمبر ۱۹۳۰ء ساکن بھنگالہ ڈاک خانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل، وصیت کرتی ہوں - میری جائیداد اسوقت مبلغ -/۳۱۷ روپے بصورت زیورات نقرئی وطلائی ہے نیز اس کے علاوہ میرا مہر مبلغ تین سو روپے ہے جو کہ میرے خاوند کے ذمہ ہے میں اس تمام جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہوگی تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی والسلام گواہ شد مستری غلام حیدر بقلم خود خاوند موصیہ العبد نشان انگوٹھا امۃ الحمید بیگم موصیہ - گواہ شد نور احمد چغتہ بقلم خود محلہ دار الرحمت کتبہ محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان سیکرٹری وصایا -

وصیت نمبر ۴۷۰۲

میں ڈاکٹر محمد رفیع خاں ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن ولد محمد اکبر خاں قوم افغان پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الامان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے - (۱) دو کنال سولہ مرلہ زمین سفید واقعہ قادیان دار الامان میں ہے جس کی کل قیمت قریباً -/۱۷۸۰ روپیہ ہے (۲) ایک مکان واقعہ کاسگنج ضلع ایٹہ ممالک متحدہ میں ہے جس کی قیمت -/۶۵۰ روپیہ ہے یعنی کل جائیداد کی قیمت -/۲۴۳۰ روپے ہوتی ہے لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۹۰ روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا فقط گواہ شد مدد خاں انسپکٹر بیت المال العبد ڈاکٹر محمد رفیع خاں ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن سکندرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رعایت

امرت دھارا کے چھتیسویں ۳۶ سالانہ جلسہ کی خوشی میں

رعایت

رعایت

یکم مارچ سے ۳۱ مارچ تک جو اصحاب اپنا خط دُنیا کے کسی بھی ڈاکخانہ میں ڈالیں گے (یا خود آکر خرید کرینگے)

ان کو کوی ونود وید بھوشن پنڈت ٹھاکردت شرما وید کی تیار کردہ

اُمرت دھارا اور اُس کے پانچ مرکبات و کشتہ سونا درجہ اوّل

۳/۴ قیمت پر یعنی روپیہ میں ۴ر کمی پر اور دیگر ادویات و کُتب

نصف قیمت پر دی جاویں گی

جو اصحاب اس عرصہ میں روپیہ جمع کرادیں گے۔ اُن کو جب تک وہ روپیہ ختم نہ ہو۔ اس رعایت کا مستحق سمجھا جاویگا۔ چاہے جتنی بار وہ ادویات و کتب منگوادیں

اسوقت تک جن کے پاس فہرست نہ پہنچی ہو وہ ایک کارڈ لکھ کر منگوا سکتے ہیں

جو اشخاص باقاعدہ تشخیص کراکے علاج کروانا چاہیں۔ وہ قواعد علاج بھی ساتھ ہی طلب کریں۔ جتنی جلدی آرڈر کردیں بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اخیر میں وقت ہی گذر جاوے۔ ایجنٹوں کو بھی رعایتی قیمت پر امرت دھارا دینے کیواسطے لکھا گیا ہے۔ امرت دھارا اور اُسکے مرکبات تو ہر گھر میں موجود رہنے چاہئیں۔ انکی قیمتیں اسطرح ہونگی

امرت دھارا سالم شیشی دو روپے آٹھ آنہ کی بجائے ایک روپیہ چودہ آنہ۔ نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے کی بجائے ۱۵ر۔ نمونہ ۸ر کی بجائے ۶ر

امرت دھارا مرہم ایک روپیہ کی بجائے ۱۲ر **امرت دھارا کی میٹھی ٹکیاں** ۴ر فی ڈبیہ کی بجائے ۳ر **امرت دھارا لوشن** ایک روپیہ کی بجائے ۱۲ر

امرت دھارا بام۔ ایک روپیہ کی بجائے ۱۲ر **امرت دھارا صابن** ۱۴ر فی بکس کی بجائے ساڑھے دس آنہ۔

بڑی فہرست ادویات و کتب مفت طلب کریں

خط و کتابت / تار کا پتہ: امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور۔ امرت دھارا بلڈنگ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا اوشدھالیہ منیجر امرت دھارا المشتہر: لاہور ۵۳ع امرت دھارا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۵؍ کے صرف ۲؍۸ پر

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۵؍ کے صرف ۲؍۸ پر

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیئو (۵) مورتی پوجا (۶) ستونگ (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی بزور تردید کی ہے۔ اور اسکے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے موید تھے مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک رح صاحب (۹) حضرت بابا نانک رح کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل و بلسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے جسمیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہانِ اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیسیوں چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں ظاہر کیا کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے محصولڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اسمیں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے برآڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کیطرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا۔ کہ اسکے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت ۵؍ محصولڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اسکا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں اندرونی گرنتھ صاحب و دیگر تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط و موثر اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بےنظیر تحفہ ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دہرم کی حقیقت

یعنی سناتن دہرم پر ایک تنقیدی نظر آجتک مسلمانوں کیطرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکتہ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں۔ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) صداقت اسلام پر پنڈت دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آجتک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کیطرف سے راجپوتانہ کے ملکانہ لوگوں میں ارتداد کی وبا کا جھکڑ چلا تھا۔ اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اسکی تاثیر اور اسکی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار، سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں اسکا ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کیساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد ۶؍ جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اس لئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ۱؍ گورو کی بانی (گورمکھی میں) ۱؍

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے ایک آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے صرف دو روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر اخبار نُور۔ نُور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب